ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

وفا - ظہور ۱۳۵۷ ہش
جولائی - اگست ۱۹۷۸ء

۱۲ مئی کو محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چوبیسویں سالانہ تربیتی کلاس (منعقدہ ۱۲ مئی تا ۲۵ مئی ۱۹۷۸ء) کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی اجلاس میں محترم محمد شفیق صاحب قیصر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ عہد دُہرا رہے ہیں۔
پیچھے عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ممبران کھڑے ہیں۔
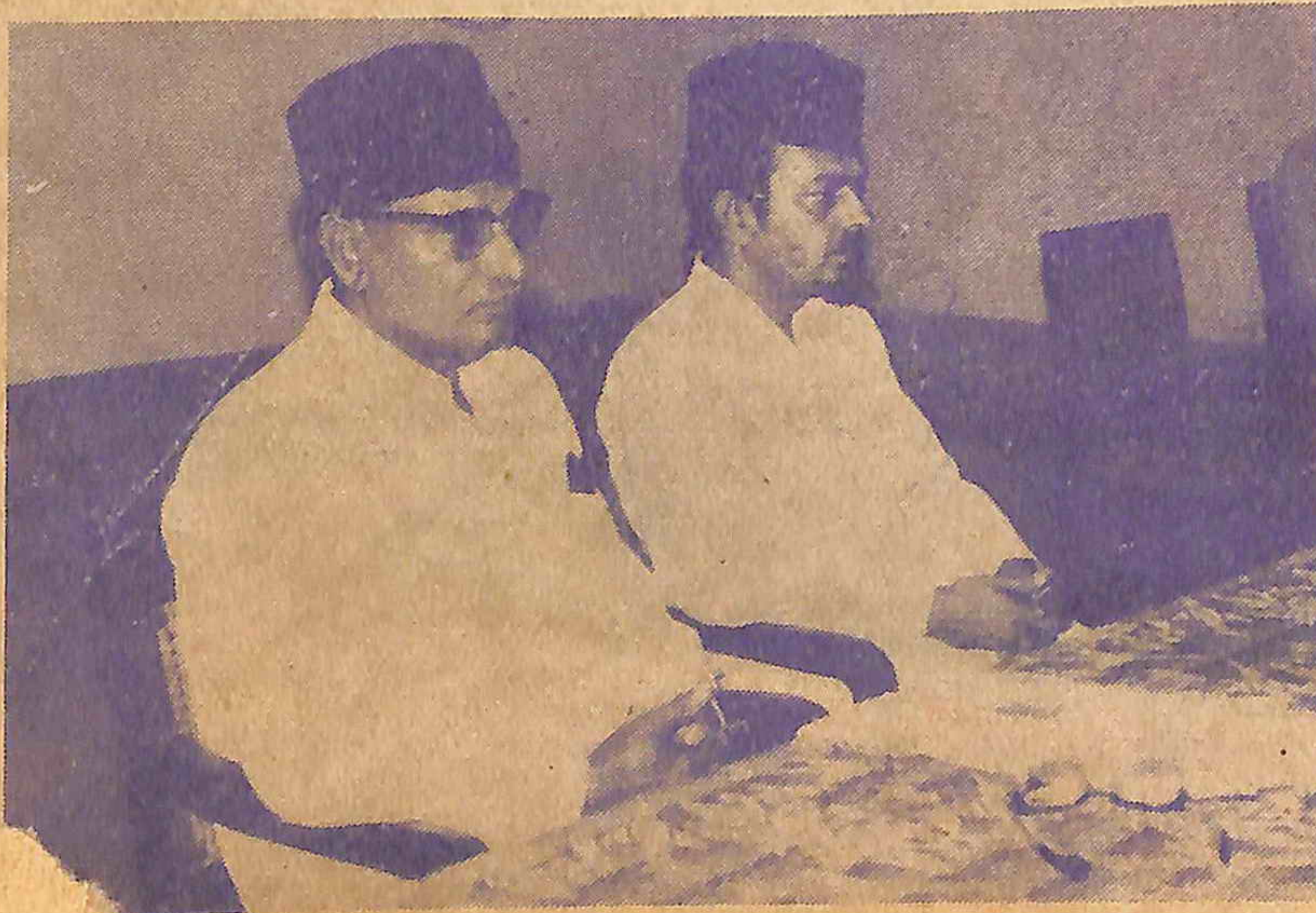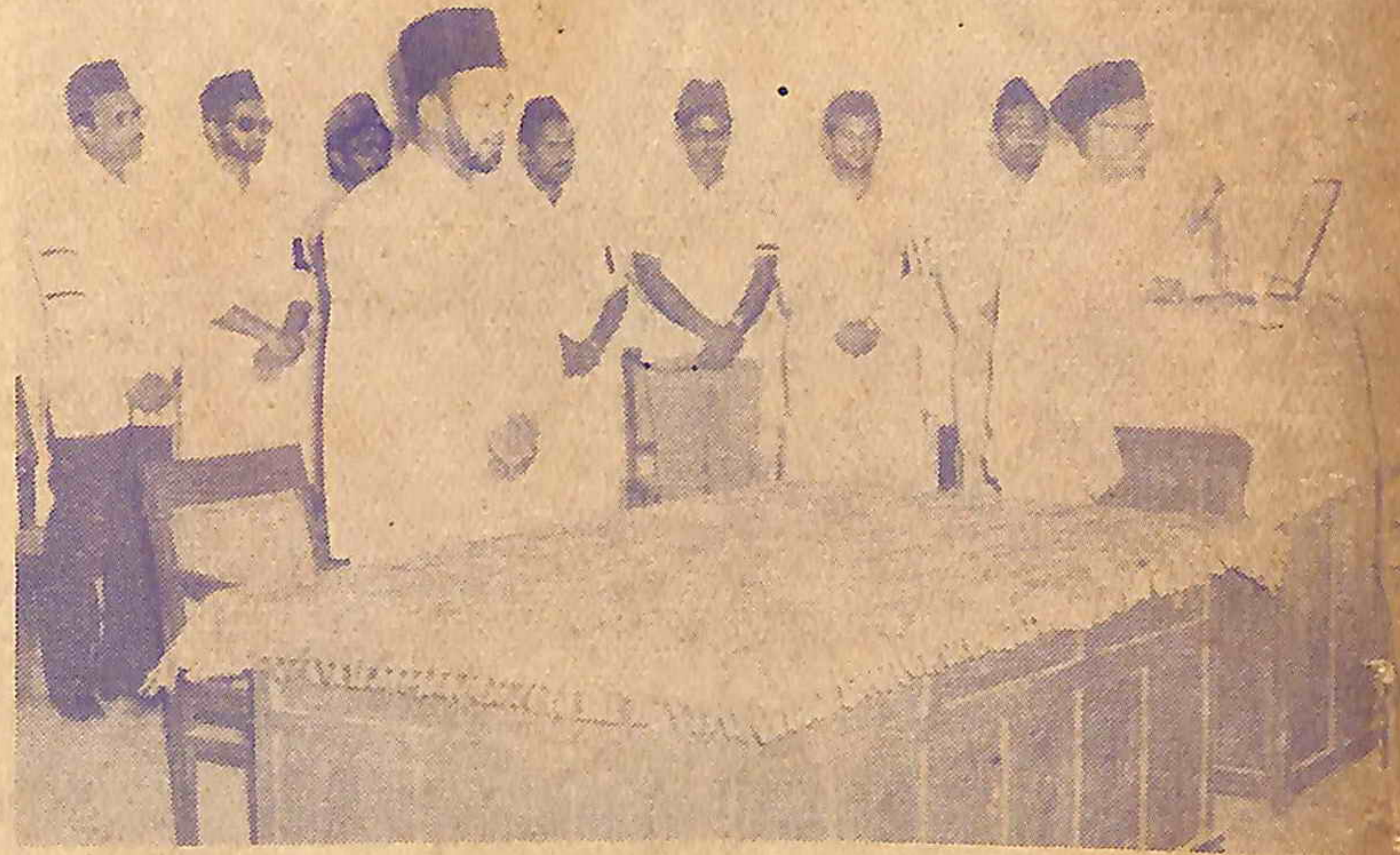
محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے ۲۴ مئی ۱۹۷۸ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چوبیسویں سالانہ تربیتی کلاس کے اختتامی اجلاس سے خطاب فرمایا۔
اختتامی اجلاس میں آپ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔
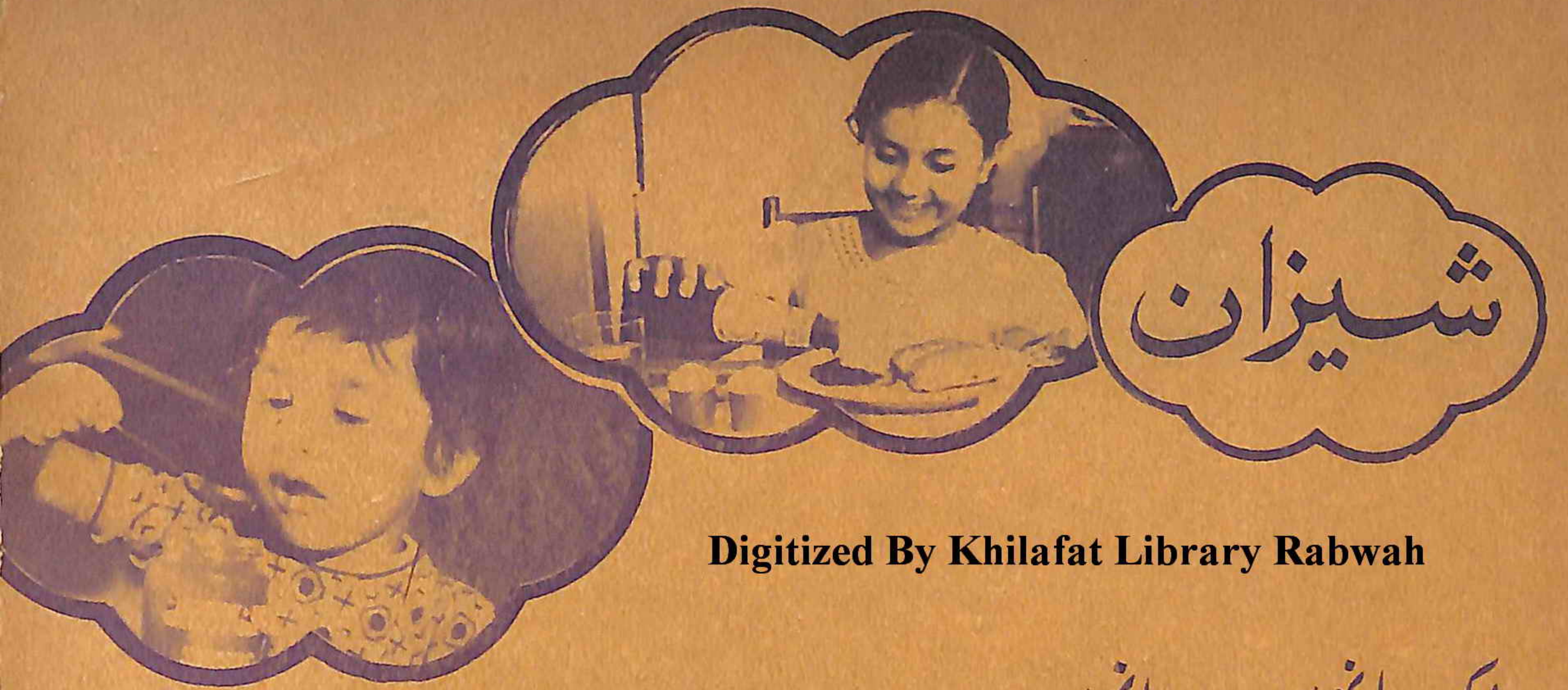
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعود)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۵ ، نمبر ۹/۱۰

وفا ، ظہور ۱۳۵۷ھش

جولائی ، اگست ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

محمد الیاس منیر ، سید حسین احمد

پبلشر: محمد شفیق قیصر ۔ پرنٹر: سید عبد الحی ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ

الفہرس

الوداع

برادرم مکرم بشارت احمد محمود صاحب بی اے اور مکرم ملک عطاء اللہ محمود صاحب فاضل عربی (نائب مدیران) اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر میدان عمل میں دینی خدمات کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ادارت خالد سے فارغ رہ کر جو خدمات انہوں نے ادا کی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

اخبار مجالس

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چوبیسویں سالانہ تربیتی کلاس

(منعقدہ ۱۲ مئی تا ۲۵ مئی ۱۹۷۸ء)

۱۲ ہجرت بروز جمعۃ المبارک خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ چوبیسویں تربیتی کلاس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا۔ اور مورخہ ۲۵ ہجرت بعد نماز عصر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چوبیسویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس کے اختتامی اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان و امیر مقامی نے مہمانِ خصوصی کے طور پر شرکت فرمائی۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ جو مکرم منظفر احمد صاحب ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ نے کی۔ بعد ازاں محترم مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام سے ان کا عہد دہرایا۔ پھر کلاس کے ایک طالب علم مکرم ظفر احمد صاحب آف شمس آباد ضلع قصور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم کے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ تلاوت۔ عہد اور نظم کے بعد مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا ناظم اعلیٰ نے تربیتی کلاس کی حسب ذیل رپورٹ پڑھ کر سنائی:-

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی چوبیسویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس مکرم امیر صاحب مقامی کی زیر ہدایت آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو رہی ہے۔ اس کلاس کا افتتاح مورخہ ۱۲ مئی بروز جمعہ ۵½ بجے شام محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا تھا۔ اس کلاس میں مجموعی طور پر کل ۳۳۷ مجالس کے ۴۹۹ نمائندگان شامل ہوئے جن میں ۴۶ خدام مقامی ہیں۔ گزشتہ سال یہ کلاس بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر منعقد نہیں ہو سکی تھی۔ اور گزشتہ سے پیوستہ سال اس کلاس میں ۳۳۳ مجالس کے ۵۵۹ خدام نے شرکت کی تھی۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے باوجود نامساعد حالات کے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ مجالس کی نمائندگی کے لحاظ سے ہمارا قدم پیچھے نہیں رہا۔ اور ہم گزشتہ سال کی مجموعی تعداد سے آگے نکل گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کلاس میں سو فیصد نمائندگی ضلع جھنگ۔ ہزارہ اور کراچی کی ہوئی ہے۔ اور سو فیصد میں سے صرف ایک مجلس کی کمی پشاور۔ راولپنڈی۔ قصور اور حیدر آباد کے اضلاع کی ہے۔

پروگرام کے مطابق ہر روز خدام کو نماز تہجد کے لئے بیدار کیا جاتا رہا۔ اور نماز تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم۔ حدیث اور ملفوظات کا درس بھی ہوتا رہا۔ درس کے بعد خدام کو تنظیم کے ساتھ ورزش کروائی جاتی رہی اور روزانہ شام کو کھیلوں کا پروگرام بھی ہوتا رہا۔ دوران کلاس مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے گئے:-

قرآن کریم۔ حدیث۔ فقہ۔ کلام۔ ردّ عیسائیت۔ قواعد عربی۔ صحت و صفائی۔ علاوہ ازیں مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام حفظ قرآن کریم و حفظ ادعیہ مسنونہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ کلاس کے اسباق کے نوٹس۔ نصاب تربیتی

کلاس کے نام سے چھپوا کر طلبہ میں تقسیم کئے گئے جس کے مطابق طلباء نے امتحان کی تیاری کی۔ مورخہ ۲۴ مئی کو کلاس کے طلبہ کا تحریری امتحان لیا گیا جس میں ۲۹۱ طلباء نے شرکت کی اور ۲۵۴ طلباء کامیاب ہوئے جنہیں خصوصی اسناد دی جا رہی ہیں روزانہ بعد نماز عصر علماء سلسلہ کی تربیتی تقاریر کا پروگرام ہوتا رہا۔ اور دس علماء کرام نے مختلف موضوعات پر تقاریر فرمائیں اور مورخہ ۲۴ مئی کو بعد نماز عصر مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا جو کہ بہت دلچسپ رہا۔

اسی طرح دوران کلاس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقاریر کے ٹیپ ریکارڈ بھی سنائے گئے اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام سے متعلق سلائیڈز بھی دکھائی گئیں

مورخہ ۱۸ مئی جمعرات کو کلاس عملی پروگرام کیلئے مخصوص تھا سائیکل سفر کیلئے چالیس طلباء پر مشتمل چار وفود روانہ ہوئے اور ۴۰ میل کا سفر کر کے وقار عمل اور خدمت خلق کے پروگرام میں حصہ لیا اسکے علاوہ پیدل سفر کیلئے بیس بیس طلباء پر مشتمل دس وفود روانہ ہوئے جنہوں نے ربوہ کے مضافات میں جا کر سارا دن صرف کیا اور وقار عمل اور خدمت خلق کے کام سرانجام دیئے۔

خدا تعالیٰ ان طلبا کو جنہوں نے اس کلاس میں حصہ لیا ہے توفیق عطا فرماوے کہ وہ یہاں حاصل کردہ تربیت سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے وہ اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ واپس مجالس میں جا کر دیگر خدام بھائیوں کو سکھائیں۔ خدا کرے کہ یہاں کا سیکھا ہوا علم ان میں مزید علم حاصل کرنے کی پیاس پیدا کر دے اور وہ اپنی مصروفیات میں سے ہر روز کچھ وقت ضرور قرآن کریم احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کے لئے وقف کریں۔ خدا کرے کہ مرکز احمدیت میں گزارا ہوا یہ وقت ان میں مرکز سلسلہ سے محبت اور خلافت اور احمدیت کے ساتھ دلی وابستگی پیدا کرنے کا باعث بنے۔ اور ان کے دل میں یہ تڑپ پیدا کر دے کہ وہ غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں اپنی جان۔ مال اور عزت قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ آمین۔

آخر میں خاکسار ان تمام اساتذہ، علماء کرام، ناظر صاحب و دیگر عملہ دارالضیافت، منتظمین کرام، مربیان کرام، اور معاونین کا تہہ دل سے ممنون ہے جنہوں نے دن رات کی محنت شاقہ سے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں سعی فرمائی۔

جزاهم الله احسن الجزاء۔

رپورٹ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے اس کلاس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنیوالے طلباء کو انعامات مرحمت فرمائے۔ اور پھر مختصر خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا

"یہ خوشی کی بات ہے کہ گرمی کی شدت اور بعض صوبوں میں میٹرک کے امتحانات ہونے اور سب سے بڑھکر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ سے غیر موجودگی کے باوجود آج کی کلاس میں مجالس کی نمائندگی گزشتہ سال سے بڑھکر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے اس فضل پر ہمارے دل اسکی حمد سے لبریز ہیں خدا کرے کہ ہمارا ہر قدم آگے سے بڑھکر ہو اور ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ اس موقع پر میں کلاس میں شامل ہونیوالے طلباء سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے یہاں سیکھا ہے اپنی مجالس میں جا کر خود بھی یاد رکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔ خدا کرے کہ آپکی زندگیاں اسلام اور احمدیت کا نمونہ ہوں اور آپ غلبہ اسلام کی عظیم مہم کے قافلہ سالاروں میں سے ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین"

آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ یہ کلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

تحقیقی مقالہ ۲

حقیقتِ صلیب

پس منظر و پیش منظر

جناب شیخ عبد القادر محقق عیسائیت لاہور

حضرت داؤدؑ کی بشارت

آج سے تین ہزار سال قبل حضرت داودٗ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ بنی اسرائیل کے لئے ایک مسیحا مبعوث ہوگا۔ بنی اسرائیل اس کی مخالفت اور ایذا دہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے وہ اُسے موت کے حوالے کر دیں گے۔ درد اور کرب کے عالم میں فرستادۂ خدا چلائے گا۔

اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تُو نے
مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تو میری مدد اور
میرے نالہ و فریاد سے کیوں دُور رہتا ہے؟

ابتلاء کی جب انتہاء ہو جائے گی تو اس کی مضطربانہ دعائیں سُنی جائیں گی۔ اُسے بچا لیا جائے گا۔ اس کی کوئی ہڈی نہیں توڑی جائے گی۔ اب وہ بنی اسرائیل کے بھرپور اجتماع میں جائے گا اور ان کو خوشخبری سُنائے گا۔

(زبور ۲۲ ، ۲۴ ، ۱۱ ،)

حضرت داؤد علیہ السلام کے دو سو سال بعد بنی اسرائیل میں یسعیاہ نبی برپا ہوئے۔ انہوں نے بھی اس مردِ مظلوم کا ذکر کیا۔ الفاظ یہ ہیں:۔

گرفتار کرنے اور فتویٰ دینے کے بعد اِسے لے گئے۔ اس کا انجام کون بیان کریگا؟ ارضِ زندگان سے وہ کس طرح کاٹا گیا۔ اور اپنی اُمت کی سرکشی کے سبب سے اِسے مارا پیٹا گیا۔ اب خدا اپنے مظلوم خادم کے زخم مندمل کر دے گا وہ عُمرِ دراز سے متمتع ہوگا ...... وہ اپنی جان کے دُکھ کے بعد نور میں نہائے گا۔ وہ اپنے عرفان سے آسودہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی جان کو موت کے سامنے برہنہ ڈال دیا۔

(یسعیاہ ۵۳ / ۸-۱۲ نیو انگلش بائیبل معہ ترمیمات)

کفنِ مسیح

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحقیق کے ۷۵ سال بعد کفنِ مسیح پر تحقیق کی رپورٹ شائع ہوتی ہے۔ انٹرنیشنل فونڈیشن برائے کفنِ مقدس ایک باقاعدہ ادارہ ہے جس نے ایک کتاب یورپ کی مختلف

زبانوں میں شائع کی اس کا نام ہے:۔

Inquest of Jesus Christ
Did he die on The Cross?

اس عظیم الشان کتاب کے ۲۲ باب ہیں اور اس میں ۳۱ فوٹو ہیں۔ جن میں کفن۔ کفن میں حضرت مسیح کی شبیہ مبارک اور صلیبی زخموں کے عکس شامل ہیں۔ پہلے باب میں یہ مضمون ہے کہ عہدِ عتیق کی پیشگوئیوں کے مطابق مقدر یہ تھا کہ آنیوالا مسیحا موت سے بچا لیا جائے صحفِ سماوی میں مرنے کی بجائے موت سے نجات کا ذکر ہے۔ اس باب میں یسعیاہ ۔ ۵۳ باب کی مشہور بشارت کا وہ ترجمہ پیش کیا گیا۔ جو کہ کہف قمران کے نسخہ یسعیاہ کے مطابق ہے۔ نسخہ سقیفہ (۲۰۰ سال ق م) اور اصل مسوراتی متن سے مقابلہ و تصحیح کے بعد اس بشارت کا ترجمہ پیش کیا گیا اس پیشگوئی میں آنیوالے مسیحا کے بے پناہ مصائب کا ذکر ہے۔ موت سے بچائے جانے اور عمر دراز پانے کی پیشگوئی ہے۔ دوسرے باب کا خلاصہ یہ ہے کہ صلیب سے پہلے حضرت مسیح نے جو دردمندانہ دعائیں کیں وہ بتا رہی ہیں کہ آپ اپنا مشن پورا کئے بغیر مرنا نہیں چاہتے تھے اور پھر صلیبی موت کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے۔

تیسرے باب میں ٹورین (TURIN) میں محفوظ کفنِ مسیح کی مختصر تاریخ درج ہے۔

چوتھے باب میں یہودیوں کی طرف سے حضرت مسیح پر الزامات کی فہرست پیش کی گئی ہے۔

چھٹے باب میں ہے کہ اب مقدر یہ ہے اور خدا کی مرضی بھی یہی ہے کہ صلیبی موت سے نجات کا عقیدہ دنیا مان لے۔ پس نصاریٰ کو یہ سائنسی انکشاف قبول کر لینا چاہیئے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچا لئے گئے تھے۔

بعد کے ابواب میں یہ ریسرچ پیش کی گئی کہ جس خون آلودہ کپڑے میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نقوشِ بدن مرتسم ہیں وہ بتا رہا ہے کہ آپ زندہ صلیب سے اتار لئے گئے اور پھر چادر میں لپیٹے گئے۔ آپ کا دل برابر حرکت کر رہا تھا۔ اور عروقِ بدن میں خون پہنچ رہا تھا۔ کپڑے میں جذب شدہ خون کے دھارے زندہ خون کے نشانات ہیں۔

۱۶ ویں باب میں صلیب کے بعد برچھی مارنے پر خون اور پانی بہنے پر تحقیق پیش کی گئی۔ یہ زندگی کی بدیہی علامت ہے۔

۲۱ ویں باب میں حضرت مسیح کے اس قول پر تحقیق پیش کی گئی ہے کہ جس طرح یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ مجھے زمین کے بطن میں رہنا ہوگا۔ وہ زندہ گئے گہری بے ہوشی کی حالت میں برآمد ہوئے۔ یہی کچھ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

اس کتاب میں فونڈیشن کی جانب سے پوپ جان کی خدمت میں جو عرضداشت پیش کی گئی اس کا متن یہ ہے:۔

"جو شہادتیں اب تک میسر آئی ہیں ان کی روشنی میں اب یہ ایک سائنٹیفک حقیقت ہے کہ جس شخص کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ طبی طور پر اس کی موت واقع نہیں ہوئی تھی جب اسے اس کفن میں رکھا گیا اور جتنی دیر وہ اس کفن میں رہا اس کا دل عروقِ بدن کو خون مہیا کر رہا تھا۔ اور بر سرِ عمل تھا۔ چادر میں تازہ خون کا جذب ہونا۔ خون کی دھاریں

کا رُخ اور شکل و صورت اور ہو بہو ان
کی موجودگی ایک واضح سائنسی ثبوت ہے
کہ قانونی طور پر صلیب مکمّل نہیں ہوئی
تھی۔ اس باب میں عیسائی موقف نہ صرف
حال بلکہ ماضی میں بھی درست نہیں رہا
تقدس مآب پایہ ہے اب تک کی سائنسی
تحقیق اور اس کی رپورٹ۔

Inquest on jesus christ
P. 44-45.

صلیب کا پس منظر

کیا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر فوت
ہو گئے تھے؟ عصرِ حاضر میں عظیم الشان تحقیق اور حیرت
انگیز انکشافات کا یہ ایک عنوان ہے۔ مذہبی دنیا کا
ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔ سینکڑوں علماء نے
اسے حل کرنے کی کوشش کی لیکن یہ الجھتا چلا گیا۔ اس
مسئلہ پر عیسائی عقائد کی بنیاد ہے۔ اس لئے اس کی
اہمیت بڑھتی گئی۔ یہودی اور عیسائی دونوں مانتے
ہیں کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت ہو گئے۔ یہودی
تکذیب کے طور پر اور عیسائی کفارۂ المسیح کی تصدیق
کے لئے۔ قرآنِ حکیم اہلِ کتاب کے اختلافات میں حَکَم
بن کر نازل ہوا۔ اس آسمانی کتاب نے اصل حقیقت سے
روشناس کیا۔ اور بتایا کہ یہود حضرت مسیحؑ کے قتل
پر قادر نہیں ہوئے۔ حضرت مسیحؑ صلیبی موت سے بچائے
گئے۔ ان کی حالت مشابہ بموت ہو گئی تھی۔ اس لئے
اختلاف ہوا۔ یہود و نصاریٰ کے دعاوی درست نہیں
ہیں۔ اس باب میں تصلیب مسیح کے مذہبی اور تاریخی
پس منظر کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کو بوجوہِ ذیل
سچا پیغمبر نہیں مانتے:۔

۱۔ تورات میں بشارت ہے کہ موسیٰ کی مانند ایک
راستباز پیغمبر برپا ہوگا۔ لیکن جھوٹا مدعی نبوت
مارا جائیگا۔ (استثنا ۱۸/۱۵-۲۲)

۲۔ صلیب پر چونکہ مجرم لٹکائے جاتے اس لئے تورات
میں لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔

۳۔ یہودی یہ بھی مانتے تھے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی
لعنت کے نیچے ہوں وہ اسفل السافلین میں
گرائے جاتے ہیں۔ ان کا روحانی رفع نہیں
ہوتا۔ (طالمود مرتبہ کوہن باب عالمِ آخرت)

۴۔ پھر وہ حضرت مریم پر ایک بہتان بھی لگاتے
ابنِ مریم کا نام انہوں نے مَمْزَر رکھا ہوا
تھا۔ یعنی ناجائز ولادت والا "Bastond"
تورات میں لکھا ہے:۔

کوئی (ممزر) حرام زادہ خداوند کی جماعت
میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک
اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت
میں آنے نہ پائے۔ (استثناء ۲۳/۲)

اس لئے وہ حضرت مسیح کو العیاذ باللہ خدائی جماعت
سے خارج سمجھتے تھے۔

اس پس منظر میں یہودی مدعی تھے اس امر کے
کہ یسوع نے چونکہ رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ سچا
پیغمبر نہیں تھا۔ وہ طعن کرتے کہ ہم نے ایک ناجائز ولادت
والے "عیسیٰ رسول اللہ" کو قتل کر دیا۔ اور صلیب پر
کھینچ دیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کی لعنت کے نیچے آ کر

رفع روحانی سے محروم ہو گیا۔ اور اسفل السافلین میں ڈالا گیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہود کی مخالفانہ انجیل تولیدوت یشوعا میں جو کہ قرون اولیٰ میں مرتب ہوئی۔ اور طالمود میں یہ سب باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

ان دعاوی کی تردید میں قرآن کریم نے اعلان کیا کہ حضرت مریم ایک پاکباز دوشیزہ تھیں یہود نامسعود نے ان پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ یہود حضرت مسیح کو نہ قتل کرنے پائے۔ نہ صلیب پر مارا۔ ہاں مشابہ بموت حالت اس پر ضرور طاری ہوئی۔ جس کی وجہ سے یہود کو موت کا دھوکہ ہوا۔ یہ یقینی بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس راستباز کو مارنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارہ میں وہ شروع سے شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ بعض نے کہا صلیب پر مارا۔ بعض نے کہا پہلے قتل کیا پھر صلیب پر چڑھایا۔ بعض نے کہا کہ پہلے سنگسار کیا پھر صلیب پر کھینچا۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ حقیقت حال ان پر مشتبہ رہی۔ وہ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ مسیح کی حالت، موت کے مشابہ تھی۔ قتل یا صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ بالآخر آپ کو ایک اونچے مقام پر جو کہ سرسبز و شاداب اور چشموں والی جگہ ہے پناہ دی گئی۔ اس طرح آپ کا شرف، مرتبہ اور درجات بلند ہوئے۔

پھر آپ طبعی طور پر فوت ہوئے اور اس مرد متوفی کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے یوں آپ رفع روحانی سے نوازے گئے۔ یہود اپنے سب دعاوی میں سراسر جھوٹے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل کتاب کا ہر فرد مسیح کی حقیقی موت سے پہلے ایک ظنی اور فرضی موت کا قائل ہے۔ وہ اسی عقیدہ پر جان دیتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد اصل حقیقت کھل جائے گی۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ وہ صلیب سے زندہ اُتر آیا تھا۔ قیامت کے دن خدا کا یہ راستباز بندہ ان پر گواہ ہوگا۔

مرور زمانہ کے باعث ان قرآنی تصریحات کو لوگوں نے بھلا دیا۔ اور حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا عقیدہ خود مسلمانوں میں راسخ اور پختہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے الامام المہدی اور مسیح موعود کو مبعوث کیا۔ جس کے حق میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یکسر الصلیب کی بشارت دی تھی یعنی وہ صلیبی عقیدہ کا بطلان ظاہر کردیگا۔ اس طرح صداقت قرآن ام نشرح ہو گی۔ اس اجمال کی تفصیل سے پہلے اصل حقیقت کو مخفی کیوں رکھا گیا۔ یہ بات مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ

اخفاء کی وجوہات

قرن اول کے نصف اول میں کوئی بھی انجیل نویس واضح طور پر یہ نہیں لکھ سکتا تھا۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ انہیں بچا لیا گیا۔ وہ مخفی ہو کر ملک سے نکل گئے۔ اگر ایسا لکھ دیتے تو حواری سازش کے الزام میں دھر لئے جاتے۔ یہودیوں نے تکا بوٹی کر دینی تھی۔ ورنہ رومی حکومت کی قانونی کارروائی حرکت میں آنا ضروری تھی۔ اس لئے انجیل نویسوں نے ذو معنی باتیں کی ہیں۔ چوتھی صدی میں جب رومی حکومت عیسائیت کی آغوش میں آگئی۔ تو صلیبی عقیدہ اتنا پختہ ہو گیا تھا۔ بلکہ سرکاری عقیدہ بن گیا کہ اس کے خلاف لکھنا پادریوں کی مخالفت مول لینا اور حکومت سے ٹکر لینے کے مترادف تھا۔

یہی وجہ ہے کہ چوتھی صدی کے باطنی لٹریچر میں اشارات ہیں جن کی مدد سے حقیقتِ حال کا علم ہوتا ہے۔

مثلاً مردوں میں زندہ ہونا ایک ذومعنی بات ہے۔ یہ محاورہ آج بھی مستعمل ہے۔ اگر کوئی سکتے کا مریض زندہ ہو جائے۔ کفن پھاڑ کر باہر نکل آئے۔ تو اخباروں میں شور پڑ جاتا ہے۔ سرخیاں جمائی جاتی ہیں۔ "مُردہ زندہ ہو گیا"۔

اس محاورہ سے انجیل نویسوں نے بہت کام لیا ہے ـــ ایک محاورہ "زمین سے اُٹھایا گیا" ـــ انجیل میں ملتا ہے عیسائی عالم ٹورری کے نزدیک یہ بھی ذومعنی ہے۔ مراد ارضِ فلسطین سے ہجرت ہے۔ تاثر یہ دیا گیا کہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔

"بادلوں میں بیٹھ کر اُوپر چلے گئے" ـــ یہ بھی ایک قسم کا اخفا ہے۔ حضرت مسیح بادلوں میں غائب ہو کر پہاڑ کی دوسری جانب چلے گئے تھے اور حواریوں سے جدا ہو گئے اسے یہ شکل دی گئی کہ وہ بادلوں میں بیٹھ کر اوپر چلے گئے۔

اسی طرح دم توڑنا یا دم رک جانا ایک ذومعنی بات ہے۔ حضرت مسیح نے صلیب پر دم دے دیا یا دم رُک گیا۔ اس کے لئے ایک ذومعنی فقرہ ہے۔ صحیح مفہوم کا آج تک فیصلہ نہیں ہو سکا۔

حضرت مسیح نے صلیب پر "پورا ہوا" کہا۔ اس کے معنے زندگی کے پورا ہونے کے ہیں یا نوشتہ پورا ہونے کے یہ امر بھی مشتبہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کہ حضرت مسیح کے جان نثار حواریوں نے "کوڈ ورڈ" بنائے ہوئے تھے۔ ایک اشاراتی زبان تھی جس کی مدد سے وہ اظہار کرتے اس زبان کو سمجھے بغیر ہم اصل حقیقت کو پا نہیں سکتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس نوع کی تمثیلی زبان کی طرف اشارات بھی کئے ہیں۔

مرقس پطرس کا شاگرد تھا۔ احتمال ہے کہ اس نے حادثہ صلیب اور اس کے بعد کے مکمل حالات لکھے تھے لیکن اس انجیل کا آخری حصہ منظرِ عام پر نہیں لایا گیا۔ ایک جعلی تتمہ لگا دیا گیا۔ موجودہ آخری ورق مسلّمہ طور پر الحاقی ہے۔

علماء کا ایک نظریہ یہ ہے کہ انجیل کا آخری حصہ جان بُوجھ کر مخفی رکھا گیا۔ اور عوام میں شائع نہیں ہوا۔ اس کی جگہ ایک جعلی تتمہ نے لے لی پیکس بائبل کومنٹری کے جدید ایڈیشن میں ہے:۔

The deliberate suppression of the remainder of the book.

جان بُوجھ کر کتاب کے باقی حصہ کو چھپایا گیا ـــ لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ باقی حصہ انجیل کا مخفی کیوں رکھا گیا۔

الحاقی تتمہ سے قبل انجیل ایک نامکمل فقرہ پر ختم ہوتی ہے جس کا آخری لفظ "خوف زدہ" ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ حصہ موجود تھا منظرِ عام پر نہیں آیا۔ مرقس کا آخری لفظ "خوف زدہ" ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ اسی لفظ میں اخفا کا راز مضمر ہے۔ انجیل مرقس روما میں ترتیب دی گئی۔ وہاں کے عیسائی خوفزدہ تھے لہذا رودادِ دل کیسے شائع ہوتی۔ ؏

"خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری"

والا معاملہ تھا۔

پیش منظر

حضرت مسیح کی موت کا استدلال اس صلیبی منظر سے کیا جاتا ہے جس کی تفصیل اناجیل اربعہ میں ہے۔ یہ بیانات مختلف فیہ ہیں۔ اردو اناجیل میں بایں الفاظ

متی ۲۷/۵۰۔ یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دیدی

مرقس ۱۵/۳۷ - پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔

لوقا ۲۳/۴۶ - پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا۔ اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر دم دے دیا۔

یوحنا ۱۹/۳۰ - پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دے دی۔

ایک قدیم انجیل پطرس کی طرف منسوب ہے۔ اسے انجیل پطرس کہتے ہیں۔ اس میں اس منظر کو یوں الفاظ پیش کیا گیا:

"اور خداوند بڑی آواز سے چلایا اور پکار اٹھا۔ میری قوت، میری طاقت تو مجھے چھوڑ گئی"۔ اس نے جونہی یہ کہا۔ وہ اٹھا لیا گیا۔ (انجیل پطرس ۵/۱۹ دی اپوکرفل نیو ٹسٹامنٹ از۔ ایم۔ آر جیمس صفحہ ۹۱)

ظاہر ہے کہ صلیبی واقعہ کا آخری حصہ ہر انجیل میں اختلاف فیہ ہے متن کے الفاظ ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔

تراجم میں بھی اختلاف ہے۔ نیو انگلش بائیبل میں ترجمہ یوں الفاظ ہے:۔

متی ۲۷/۵۰ (and breathed his last.

مرقس ۱۵/۳۷ gave a loud cry and died

لوقا ۲۳/۴۶ and with these words he died.

یوحنا ۱۹/۳۰ and gave up his spirit.

نیو ورلڈ ٹرانسلیشن کا ترجمہ اس طرح ہے۔

متی:۔ and yielded up breath.

مرقس:۔ and expired.

لوقا:۔ he expired

یوحنا:۔ he stopped (his) breathing

سُریانی زبان کے نسخہ پشیتہ کا انگریزی ترجمہ ایم۔ لامزا نے کیا ہے۔ اس بائیبل میں انجیل "اور وہ مر گیا" کی بجائے and the end came کے الفاظ ہیں (مرقس ۱۵/۳۷)

ظاہر ہے کہ ہر ترجمہ دوسرے سے مختلف ہے۔

مرقس کے آخر میں غیر جانبدار سائنسدانوں اور علماء کی ایک مجلس عمل نے کفن مسیح پر نئی تحقیق دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ انہوں نے پُرزور احتجاج کیا ہے کہ وہ ترجمہ سراسر غلط ہے۔ جس میں "وہ مر گیا" یا "ختم ہو گیا" کے الفاظ ہیں۔ اصل متن کا علم تو آرامی اناجیل کے انکشاف پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح کی مادری زبان اور اناجیل کی ابتدائی زبان آرامی تھی یونانی متن کا ترجمہ بھی مختلف اور غلط کیا جاتا ہے۔ یہاں یونانی اصطلاح PNEUMA ہے جس کے معنے سانس۔ ہوا۔ روح اور روح القدس کے ہیں ترجمہ "حَبسِ دم" بھی ہو سکتا ہے۔ حَبسِ روح بھی۔ اس حالت کو یقینی موت سے تعبیر کرنا غلطی ہے۔ ان علماء کے نزدیک زوائد سے پاک متن انجیل یوحنا میں ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ عمداً ایک ذو معنی لفظ اختیار کیا گیا۔ جس کے معنے دم توڑ دیا۔ یا دم رُک گیا دونوں ہو سکتے ہیں۔ رومی حکومت اور یہود کے ڈر سے [illegible] پیش نظر تھا۔ لیکن یوحنا نے اشارہ کر دیا۔ حبس دم کے باوجود آپ زندہ تھے۔ کیونکہ نیزہ مارنے پر خون اور پانی بہہ نکلا۔ جو کہ زندگی کی بدیہی علامت ہے۔ یہ ذکر صرف یوحنا میں ہے۔

ایک لطیفہ ملاحظہ ہو۔ سنہ ۱۹۵۰ء میں نیو ورلڈ ٹرانسلیشن
بورڈ کے علماء نے ___ He stopped (his)
breathing کے الفاظ میں یوحنا ۱۹/۳۰ کا ترجمہ
پیش کیا۔ بعد میں تنقید کا مقابلہ نہ کر سکے اور دوسرے
ایڈیشن میں یوں کر دیا۔

He delivered up (his) breath.

دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۱ء میں اشاعت پذیر ہوا۔ "دم
دے دیا" اور "دم رک گیا" میں واضح فرق ہے۔
ظاہر ہے کہ "حبس دم" اصل ترجمہ ہے اس سے
مراد موت نہیں ہے۔ اگر موت مراد لیں تو موت کے بعد
خون اور پانی بہہ نکلنے کی تعبیر کیا ہو گی؟ مردہ جسم میں
دورانِ خون نہیں ہوتا۔ یہ صرف زندہ جسم کی نشانی ہے۔

اب ایک فقرہ اور ملاحظہ ہو۔ انجیل یوحنا میں ہے
"پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا۔ تو کہا کہ تمام ہوا۔"
(یوحنا ۱۹/۳۰)

پشیتہ بائیبل کے سریانی نسخہ میں It is finished
کی بجائے It is fulfilled کے
الفاظ ہیں (ترجمہ لامزا) یہ متن سیاقِ کلام کے لحاظ
سے بھی درست ہے۔ صلیب پر حضرت مسیح کے آخری
الفاظ یہ ہیں۔ جو کہ مذکورہ فقرہ سے پہلے درج ہیں۔

"اس کے بعد جب یسوع نے جان لیا کہ اب
سب باتیں بپایۂ تکمیل پہنچیں تاکہ نوشتہ
پورا ہو۔ تو کہا کہ میں پیاسا ہوں"
(یوحنا ۱۹/۲۸)

اس کے بعد ہے:۔

"پس جب یسوع نے ...... سرکہ پیا تو کہا۔
(سب کچھ) پورا ہو گیا" (یوحنا ۱۹/۳۰)

پس یہاں مرنے کا اقرار نہیں بلکہ پیشگوئی پورا
ہونے کا ذکر ہے۔ پیکس کومنٹری کے جدید ایڈیشن
میں تسلیم کیا گیا کہ یہاں موت کی طرف اشارہ نہیں بلکہ
مراد یہ ہے کہ میرا کام اختتام پذیر ہوا۔

Means probably not "life is ended" but the work is done. (756 f.)

یہاں یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ انجیل
یوحنا نے یہ بتایا ہے کہ حضرت مسیح کی زبان پر زبور کے
دعائیہ فقرات[1] تھے۔ زبور ۲۲ ایلی ایلی لما سبقتنی
کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ اور اختتام یوں ہوتا
ہے۔ کہ وہ مرد صادق جیئے گا اس کی نسل عبادت گذار
ہو گی۔ حضرت مسیح صلیب پر اسی زبور کی دعائیں پڑھ
رہے تھے۔

خون اور پانی بہنے کے نشانِ حیات پر انجیل یوحنا
میں مرقوم ہے۔ نوشتہ پورا ہوا۔ کہ اس کی کوئی ہڈی نہ
توڑی جائے گی۔ یہ الفاظ زبور ۳۴ میں ہیں۔

زبور ۲۲ میں ہے:۔
"بلکہ جب اس نے خدا سے فریاد کی۔ تو
اس نے سن لی"

زبور ۳۴ میں ہے۔
"اس غریب نے دہائی دی۔ خداوند نے
اس کی سنی اور اسے اس کے سب دکھوں
سے بچا لیا۔ خداوند سے ڈرنے والوں کے

---

[1] نیو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا نے یہ تسلیم کیا ہے۔
مقالہ زیر لفظ جیزز ملاحظہ ہو۔

چاروں طرف اس کا فرشتہ خیمہ زن ہوتا ہے۔ اور ان کو بچاتا ہے۔ (۳۴/۷)

حضرت مسیح کی زبان پر انہی زبوروں کے دعائیہ کلمات تھے جب آپ نے کہا کہ "یہ پورا ہوا" تو اس سے مراد "نوشتہ پورا ہوا" ہے۔ صلیبی تکلیف کے باعث آپ "نوشتہ" کا لفظ نہیں کہہ سکے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سیاق وسباق میں "نوشتہ پورا ہوا" کے الفاظ انجیل نویس کی طرف سے موجود ہیں۔ (۱۹/۲۸-۳۶) گویا یوحنا نے حضرت مسیح کے نامکمل فقرہ کو مکمل کر دیا۔ پس "تمام ہوا" کے الفاظ سے بھی موت کا استدلال نہیں ہو سکتا۔

انجیل کے پرانے نسخے

نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مر گئے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ رفع الی السماء کے متعلق بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قرونِ اولیٰ سے لے کر دسویں صدی عیسوی تک کے انجیل کے نسخے اگر ایک میز پر رکھ دیئے جائیں۔ اور شروع سے آخر تک ان کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدائی نسخوں میں حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے برعکس قوم سے جدا ہونے کا ذکر ہے۔ لیکن بعد کے نسخوں میں آہستہ آہستہ یہ ذکر شامل ہوتا چلا گیا۔ عہدِ حاضر کے کم وبیش پانچ ہزار نسخے برآمد ہو چکے ہیں ان کی مدد سے اس عقیدہ کے ارتقاء کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔

ایک نسخہ آرمینیا کے آثار سے ایسا بھی برآمد ہو چکا ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا صعود الی السماء کا حصہ ایک عیسائی عالم ارسٹن نامی نے لکھ کر انجیل مرقس کے ساتھ لگا دیا تھا متن کا حصہ نہیں ہے۔ ایک نسخہ یونان کے جزیرہ ایتھاس سے برآمد ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیبی حادثہ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام مشرق میں ظہور فرما ہوئے۔ مغرب میں ان کا پیغام حواریوں نے پہنچایا۔

قدیم نسخوں کے پیش نظر عہدِ حاضر میں انجیل کا ترمیم شدہ متن متعین ہوا ہے۔ اس متن کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بیانات انجیل کا حصہ نہیں ہیں بلکہ بعد میں بڑھائے گئے۔ اس لئے انہیں متن انجیل سے یک قلم خارج کر دیا گیا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور نیو انگلش بائیبل کے تراجم گواہ ہیں۔ ان میں ترمیم کر دی گئی۔

یہ تغیر وتبدل قرآن حکیم کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔ اور کسر صلیب کی منہ بولتی تصویر۔ اس تبدیلی کا پس منظر کیا تھا؟ ملاحظہ ہو۔

۱۸۵۹ء میں ایک جرمن عالم کوہ سینا کی زیارت کے لئے گیا۔ پہاڑیوں کے پہلو میں ایک خانقاہ ہے جو کیتھرین مقدسہ کے نام پر بنائی گئی۔ اس خانقاہ میں چوتھی صدی عیسوی کا بائیبل کا ایک نسخہ رکھا تھا بصد مشکل جرمن فاضل نے اس یونانی نسخہ کو حاصل کیا اور اپنے مربی زار روس کے پاس لے گیا۔ ۱۹۳۳ء میں سرکار برطانیہ نے اس نسخہ کو ایک لاکھ پونڈ کے عوض روس سے خرید لیا۔ اور اب برطانیہ کے عجائب گھر میں محفوظ ہے یہ نسخہ بڑی قدر وقیمت کا حامل ہے۔

اس انکشاف کے ۳۳ سال بعد ۱۸۹۲ء میں دو فاضل خواتین کوہ سینا میں زیارت کے لئے گئیں ان کو اناجیل اربعہ کا قدیم ترین سریانی ترجمہ اسی خانقاہ

سے ملا ۔ یہ سریانی ترجمہ دوسری یا تیسری صدی میں مرتب ہوا ۔ اس انکشاف کے بعد انجیل کے ابتدائی متن تک کسی حد تک رسائی ہوگئی ۔ موجودہ اناجیل میں مرقس کے آخری باب میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے ۔ لیکن کوہ سینا سے ملنے والے یونانی اور سریانی نسخوں میں یہ ذکر ناپید ہے اسی طرح لوقا کے آخر میں مروجہ اناجیل میں یہ عبارت درج ہے ۔

"جب یسوع انہیں برکت دے رہا تھا تو
ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا ۔ اور
آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ اس کو
سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ
گئے ۔"

یہ عبارت کوہ سینا کے سریانی نسخۂ انجیل میں بایں الفاظ ہے

"جب یسوع انہیں برکت دے رہا تھا
تو ایسا ہوا کہ وہ ان سے جدا ہو گیا
اور وہ بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے ۔"

ظاہر ہے کہ سریانی نسخہ میں "رفع آسمانی" اور "سجدہ" کرنے کا ذکر نہیں ہے ۔ بلکہ صلیبی واقعہ کے بعد حواریوں سے جدا ہو جانے کا ذکر ہے ۔ سریانی نسخہ، یونانی نسخہ سے زیادہ مستند اور پرانا ہے ۔ اس کا ایک دلچسپ ثبوت یہ ہے کہ انجیل یوحنا میں لکھا ہے ۔ کہ حضرت مسیح کو جب صلیب پر چڑھایا گیا ۔ تو چند گھنٹے گذرنے کے بعد یسوع نے اپنا سر جھکا لیا ۔ اور اس کا سانس رُک گیا ۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ نیزہ کی انی جب چبھوئی گئی تو آپ کی پسلی سے خون اور پانی بہ نکلا ۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ Coma یا سکتہ کی حالت میں تھے دوران خون جاری تھا ۔ اور قلب، عروق بدن میں خون کو پمپ کر رہا تھا ۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن (۱۹۵۰ء) کے ایڈیشن میں He stopped breathing کے الفاظ ہیں ۔ اس نے سانس لینا روک لیا یعنی سانس لینا بند ہو گیا تھا ۔ اس کے بعد خون اور پانی بہہ نکلنے کے بیان سے ظاہر ہے ۔ کہ دورانِ خون جاری تھا دل برابر حرکت کر رہا تھا ۔

سریانی نسخہ میں انجیل مرقس ۱۶ باب ۸ آیت پر ختم ہو جاتی ہے ۔ اس کے بعد کی ۱۲ آیات درج نہیں ہیں ۔ ان آیات میں حضرت مسیح کے رفع آسمانی کا ذکر ہے ۔ خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنے اور دوسرے عیسائی عقائد کا بیان ہے ۔

ظاہر ہے کہ یہ بارہ آیات الحاقی ہیں اور انجیل کا حصہ نہیں ہیں ۔

سریانی انجیل میں حضرت مسیح کا آخری صلیبی فقرہ بھی مختلف ہے ۔ یونانی انجیل میں ہے کہ مسیح نے کہا "تمام ہوا" اور سر جھکا کر دم توڑ دیا ۔ لیکن سریانی میں ہے ۔ آپ نے کہا ۔ "پورا ہو گیا" یعنی نوشتہ پورا ہوا ۔ سر جھک گیا ۔ اور سانس رُک گیا ۔

کم و بیش تین گھنٹے حضرت مسیح صلیب پر رہے اس عرصہ میں موت واقع نہیں ہوئی بلکہ آپ پر گہری بیہوشی طاری تھی یہ گہری بیہوشی بھی خالی از حکمت نہیں تھی ۔ ایسی ہی تھی جیسے آپریشن کے وقت مریض کو بیہوش کر دیا جاتا ہے ۔ اس فرستادہ کے آلام و مصائب کو کم کرنے کے لئے تھی ۔

بہر حال زبور کی دعا کے بعد یہ "پورا ہوا" لیکن آپ بے ہوش ہو گئے ۔ دراصل آپ زندہ تھے

ـــــــ ٭ ـــــــ

قصص القرآن

حضرت یونس علیہ السلام

(جناب شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ)

نینوہ شہر عراق کے شمال میں دریائے دجلہ کے ساحل پر موصل کے قریب آباد تھا۔ یہ شہر آشوری حکومت کا دارالخلافہ تھا اس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار تھی یہاں کے باشندگان غیر معمولی طور پر عیاش اور بُت پرست تھے اخلاقی زوال نے ان کے اندر تمرّد اور سرکشی کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ نینوہ شہر میں جا کر وہاں کے لوگوں کو توحید کا درس دیں۔ ان کی تطہیر فرمائیں۔ اور تعمیر اخلاق کریں۔ اس وقت آپ بیت المقدس میں مقیم تھے۔ حضرت یونسؑ انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ آپ کا عبرانی نام تورات میں یوناہ کے نام سے مذکور ہے۔ مگر قرآن کریم نے آپ کو یونس کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ آپ یافہ شہر سے جہاز میں سوار ہو کر نینوہ میں پہنچے۔ آپ نینوہ میں قیام کے دوران وہاں کے لوگوں کو رشد و ہدایت کی تلقین کرتے رہے مگر یہاں کے باشندگان نے نہ صرف اثر قبول نہ کیا بلکہ تمسخر اور استہزاء سے جواب دیا۔ جب یہ لوگ اپنی سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو آپ نے انذاری پیشگوئی کر دی کہ تم پر خدا تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ آپ نے اس قوم کی ناگفتہ بہ اور مایوس کن حالت دیکھ کر اور وحی ربانی کا انتظار کئے بغیر از خود اجتہاد کر کے اس شہر سے ہجرت کر لی۔ خدا تعالےٰ نے حضرت یونسؑ کی رسالت اور آپ کی نینوہ کی طرف بعثت کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے:-

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔
اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ۔
فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ۔
فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ۔
لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔
فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ۔
وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ۔
وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ۔
فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔

(الصّٰفّٰت ۱۴۰ تا ۱۴۹)

اور یونسؑ بھی یقیناً رسولوں میں سے تھے یاد کرو جب وہ بھاگ کر ایک ایسی کشتی کی طرف گئے جو پُر ہونے والی تھی۔ اور طوفان نے ان کو آ لیا۔ اور ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ تب انہوں نے باقی سب سواروں سے مل کر قرعہ اندازی کی اور چونکہ قرعہ میں ان کا نام نکلا وہ قرعہ کی رو سے دریا میں پھینکے جانے والے ہو گئے جس پر انہیں ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا جبکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ اور اگر وہ

تسبیح کرنیوالوں میں سے نہ ہوتا تو اس مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک پڑا رہتا (یعنی مر جاتا) پھر ہم نے اس کو کھلے میدان میں پھینک دیا۔ جبکہ وہ بیمار تھا۔ اور ہم نے اس کے پہلو میں ایک کدّو کا درخت اُگایا۔ اور ہم نے اس کو ایک لاکھ سے کچھ زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا پس وہ سب ایمان لے آئے اور ہم نے ایک لمبے عرصہ تک ان کو دنیوی فائدے پہنچائے۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت یونس ؑ کی رسالت مقام رسالت ۔ آپ کی مشکلات اور آپ کا واقعہ معجزانہ رنگ میں ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے ناراض ہو کر نینوہ شہر چھوڑ کر دوسرے مقام کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کشتی میں سوار ہوئے۔ اس کشتی میں سوار اشخاص اندازہ سے زیادہ تھے۔ دوران سفر سمندری طوفان نے کشتی کو آگھیرا۔ اور طوفان بڑھتا ہی گیا کشتی کے ملاحوں نے باہم فیصلہ کیا کہ کشتی کا بوجھ ہلکا کرنا ضروری ہے اس لئے بعض سواروں کو سمندر میں پھینک دیا جائے تا کہ سب سوار غرق نہ ہو جائیں۔ اور باقی مسافروں کو بچا لیا جائے چنانچہ انھوں نے قرعہ اندازی کا فیصلہ کر لیا۔ قرعہ میں حضرت یونس ؑ کا نام نکلا اور آپ کو حوالۂ دریا کر دیا گیا خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کرنی تھی۔

سمندر میں پھینکے جانے کے بعد مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور حضرت یونس ؑ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے آپ کی اجتہادی خطا یہ تھی کہ حکم ربّانی کا انتظار کئے بغیر آپ نے نینوہ شہر کو چھوڑ دیا اور عذاب کی پیشگوئی کر دی۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تین دن اور رات رہے۔ تورات میں لکھا ہے :۔

> "لیکن خداوند نے ایک بڑی مچھلی مقرر کر رکھی تھی کہ یوناہ کو نگل جائے اور یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا" (یوناہ)

(یاد رہے لفظ "حوت" بڑی مچھلی کیلئے استعمال ہوتا ہے) اب خدا کا یہ رسول مچھلی کے پیٹ میں تھا یہاں بھی خدا کی تسبیح اور ذکر الٰہی شروع کر دیا۔

> فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

آپ نے مصائب میں خدا کو پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ میں یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔

اس دعا میں توحید باری کا اعتراف ہے اس کی تسبیح و تحمید بھی ہے۔ اور اپنی اجتہادی غلطی کا اعتراف بھی۔ خدا تعالیٰ نے اس دعا کے پیش نظر اس کو درجۂ قبولیت عطا فرمایا۔ فرماتا ہے۔

> فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ

ہم نے یونس ؑ کی دعا قبول کر لی۔ اور اسے غم سے نجات دی۔

خدا تعالیٰ نے مچھلی کو وحی کی اور اس نے آپ کو ایک وسیع میدان میں اُگل دیا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے آپ کی طبیعت علیل ہو گئی۔ فرماتا ہے :۔

پھر ہم نے اس کو ایک وسیع میدان میں ڈال دیا جبکہ وہ بیمار تھا۔

حضرت یونس ؑ کا مچھلی کے پیٹ میں چلا جانا بھی خدا تعالیٰ کا ایک پُرحکمت فعل تھا۔ اس میں آپ کی حفاظت کی جانی تھی ورنہ سمندر کی موجیں کسے زندہ چھوڑتی ہیں؟

حضرت یونس ؑ کے اس واقعہ کا ذکر دُعائیہ انداز میں تورات میں اس طرح مذکور ہے:۔

"تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے یہ دُعا کی۔ مَیں نے اپنی مصیبت میں خداوند سے دُعا کی اور اس نے میری سُنی۔ مَیں نے پاتال کی تہ سے دُہائی دی تو نے میری فریاد سُنی تُو نے مجھے گہرے سمندر کی تہ میں پھینک دیا اور سیلاب نے مجھے گھیر لیا۔ تیری سب موجیں اور لہریں مجھ پر سے گذر گئیں اور مَیں سمجھا کہ تیرے حضور سے دور ہو گیا ہوں لیکن مَیں تیری مقدس ہیکل کو دیکھونگا سیلاب نے میری جان کا محاصرہ کیا۔ سمندر میری چاروں طرف تھا۔" (یوناہ باب ۲)

وہ دعا جو آپ نے شکمِ ماہی میں مانگی۔ وہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان ہے:۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (الانبیاء)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے ۱ مَیں یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔

اب اہلِ نینوہ پر عذاب الٰہی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے آسمان پر انتہائی ہولناک تاریک اور مہیب بادل چھا گئے جس سے بظاہر ایک قسم کا دھواں نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ شہر پر چھا گیا یہاں تک کہ مکانوں میں تاریکی ہی تاریکی ہو گئی۔ اہل شہر پر دہشت چھا گئی۔ شہر کے اکابرین نے شور ڈالنا شروع کر دیا کہ یہ تو اس عذاب کے واضح آثار ہیں جس کی خبر حضرت یونس ؑ نے دی تھی۔ اہل نینوہ کو آپ کی صداقت و حقانیت کا یقین ہو گیا۔ سب نے مل کر توبہ کا عزمِ صمیم کر لیا۔ اکابرین قوم اور عوام سب ایک میدان میں اکٹھے ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے اور اپنے ایمان کا اظہار کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور یہ عذاب دور کر دیا۔ مقصد اصلاح تھا۔ جو پورا ہو گیا۔ تورات میں مذکور ہے:۔

"تب نینوہ کے باشندوں نے خدا پر ایمان لا کر روزہ کی منادی کی اور ادنیٰ و اعلیٰ سب نے ٹاٹ اوڑھا اور یہ خبر نینوہ کے بادشاہ کو پہنچی اور وہ اپنے تخت پر سے اُٹھا اور بادشاہی لباس کو اتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا۔ اور بادشاہ اور اس کے ارکانِ دولت کے فرمان سے نینوہ میں یہ اعلان کیا گیا اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان، گلہ یا رمہ، کچھ نہ چکھے اور نہ کھائے پیئے۔ لیکن انسان اور حیوان ٹاٹ سے ملبس ہوں، اور خدا کے حضور گریہ و زاری کریں۔ بلکہ ہر شخص اپنی بُری روش اور اپنے ہاتھ کے ظلم سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔ جب خدا نے ان کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اپنی بری

روش سے باز آئے تو وہ اس عذاب سے
جو اس نے ان پر نازل کرنے کو کہا تھا باز
آیا اور اسے نازل نہ کیا۔"
(یوناہ باب ۳ - ۵ تا ۱۰)

سورۂ یونس میں اہلِ نینوہ کی اس توبہ کا ذکر یوں کیا گیا ہے
فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ
اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ
اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ
اِلٰى حِيْنٍ ۝ (یونس ۹۹)
اور کیوں یونسؑ کی قوم کے سوا کوئی اور
بستی نہ ہوئی جو ایمان لاتی - اور اس کا
ایمان لانا اسے نفع دیتا جب وہ ایمان لائے
تو ہم نے ان سے اس ورلی زندگی میں رسوائی
کا عذاب دور کر دیا - اور ان کو ایک
مدت تک فوائد سے بہرہ مند کیا -

اہلِ نینوہ سے جب یہ عذاب دور ہو گیا تو ان کو حضرت یونس
علیہ السلام کی صداقت و حقانیت کا یقین کامل ہو چکا تھا
لہٰذا وہ حضرت یونسؑ کی تلاش میں نکلے اور آپ کو کمال
احترام اور جذباتِ عزت سے واپس نینوہ لے گئے اور
حضرت یونسؑ نے اپنی بقیہ زندگی نینوہ میں ہی گزاری
آپ کا مزارِ مبارک بھی اسی جگہ ہے -

خدا تعالیٰ نے آپ کا مقام عظیم بیان کرتے ہوئے
فرمایا - فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ -
اس کے خدا نے اس کو چن لیا - اور اس کو زمرۂ صالحین میں
شامل کر لیا ؛

شکاریات ۶

تحریر : جم کاربٹ

باتیں جنگل کی

ترجمہ جناب میجر منظور احمد (ریٹائرڈ) ساہیوال

مَیں اور میرا کتا ماجوج نینی تال آنے پر ایک اور تجربے سے دوچار ہوئے۔ نینی تال کے اردگرد کا جنگل ان دنوں ہر قسم کے شکار سے بھرا پڑا تھا۔ یہاں شکاریوں کی بہتات بھی نہیں تھی۔ اور شکار کا ممنوعہ علاقہ بھی کوئی نہیں تھا۔ لہٰذا مَیں اور ماجوج اکثر شام کو جنگل کی طرف نکل جاتے اور تیتروں اور چکوروں سے تھیلا بھر کے لوٹتے۔

ایک شام ہم کالاڈنگی جانے والی سڑک پر جا رہے تھے۔ ماجوج نے چند چکوروں کو اڑا کر درختوں پر بٹھایا مگر کوئی بھی اتنی دیر تک نہ بیٹھا رہا کہ مَیں نشانہ لے کر مار گراتا۔ (قارئین! یہ چکور Pheasant کی قسم سے تھے۔ جن کی دُم لمبی ہوتی ہے اور عام چکور سے بہت زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ خصوصاً اڑتے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ خاکسار راقم الحروف نے سکاٹ لینڈ کی ایک رکھ میں دیکھے تھے)

مایوس ہو کر ہم ایک چھوٹی سی جھیل کے پہلو سے ہوتے ہوئے سڑک کو چھوڑ کر جنگل میں داخل ہو گئے۔ ایک چکور تو جاتے ہی نشانہ بنا لیا گیا۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد چٹانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو گھنی جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ہم واپس سڑک کی طرف مڑے۔ آگے کچھ کھلی جگہ میں گھاس اُگی ہوئی تھی اور بہت سے چکور گھاس میں سے اُچک اُچک کر جھاڑیوں کے جنگلی پھل کھا رہے تھے۔ مَیں ابھی اتنا مشاق نشانہ باز نہ تھا کہ اُچھلتے ہوئے پرندوں کو نشانہ بنا سکتا۔ اس لئے مَیں نے مناسب یہی خیال کیا کہ وہیں زمین پر بیٹھ کر کسی چکور کے نزدیک آنے کا انتظار کروں۔

ہمیں یوں بیٹھے کچھ دیر ہو چلی تھی پرندے اب بھی اُچھل اُچھل کر جھاڑیوں سے بیر چُگ رہے تھے کہ سامنے سڑک پر سے کچھ لوگوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔ کنستروں کی کھڑ کھڑاہٹ سے ظاہر تھا کہ یہ لوگ دیہات کے گوالے تھے جو نینی تال میں دودھ فروخت کر کے اپنے اپنے گاؤں لوٹ رہے تھے۔ وہ لوگ مجھ سے کوئی چار سو گز دُور ہوں گے۔ اچانک انہوں نے یکبارگی ہاہاکار مچانی شروع کر دی۔ اگلے ہی لمحے ہمیں ٹیلے کے اوپر کی جانب جنگل میں ایک بڑے سے جانور کے بھاگنے کی آواز سنائی دی اور اس کا رُخ ہماری جانب تھا۔ گھنی گھاس میں میرے لئے ابھی اس جانور کو دیکھنا ممکن نہ تھا مگر جلدی ہی اس نے بانس گھاس کے اس قطعہ کی جانب رُخ کر لیا جہاں چکور وغیرہ جنگلی فواکہات کے مزے لوٹ رہے تھے یکایک تمام پرندے بھڑ ا مار کر اُڑے اور ہمارے سروں پر سے سنسناہٹ کے ساتھ گزر گئے۔ اس کے ساتھ ہی سامنے کھلی جگہ پر ایک بہت بڑا چیتا

چھلانگیں مارتا ہوا دکھائی دیا۔ چیتے نے ایک زقند لگائی اور ابھی ہوا میں ہی تھا کہ اس کی نظر ہم پر پڑ گئی۔ جونہی اس کے پاؤں زمین پر لگے وہ وہیں منجمد ہو گیا۔ یہ میدان ایک ڈھلان پر تھا اور ہم سے کسی قدر بلند۔ اس لئے چیتے کا پورا جسم سر سے لے کر دُم تک ہمیں نظر آ رہا تھا۔ جونہی چیتا دکھائی دیا۔ مَیں نے بندوق ہاتھ سے رکھ دی۔ اب مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی اور میرے وفادار دوست ماجوج کی بھی یہی حالت تھی۔ ہم دونو بڑے بہادر تھے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مَیں نے اور ماجوج نے چیتا دیکھا تھا۔ ہوا ہماری جانب سے چیتے کی طرف چل رہی تھی اس لئے اسے ہماری موجودگی اور ہمارے ردّعمل کا ٹھیک ٹھیک ادراک اپنی مخصوص قوتِ شامّہ (سونگھنے کی حِس) سے ہو رہا تھا۔ فاصلہ دس گز سے زیادہ نہ تھا گوالوں نے جب اسے دھمکایا تو اُس نے غالباً اپنی قیامگاہ یعنی ان چٹانوں کا رُخ کیا تھا جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں مگر راستے میں ایک لڑکے اور ایک کتے کو دیکھ کر وہ دبک گیا تھا اور حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ ہم پر محض ایک نظر ڈالنے سے اُسے تسلی ہو گئی تھی کہ ہم اس کے متعلق کوئی بد ارادہ نہیں رکھتے۔ چیتا اس معاملے میں بلا کا ذہین واقع ہوا ہے۔ جنگل میں غالباً سب سے زیادہ ذہین۔ ہمارے بارہ میں اطمینان کر لینے کے بعد وہ اپنی جگہ سے کودا۔ اور ایک دلآویز وقار کے ساتھ قلانچیں بھرتا ہوا چٹانوں میں غائب ہو گیا۔ ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

کچھ صحیفۂ فطرت کے بارے میں:

عبدالماجد خلیل اور عاقل [illegible]

درمیان ایک زمانہ ایسا بھی آیا تھا کہ میرے قبضۂ قدرت میں ایک تیر کمان تھی جس کی یاد آج بھی میرے لئے ویسی ہی ولولہ انگیز ہے جیسی کہ اس وقت تھی۔ اگرچہ اس تیر کمان سے مَیں نے کوئی درندہ چرندہ یا پرندہ شکار نہ کیا تھا مگر اُس سے مجھے دلچسپیوں اور مسرتوں کے نئے زاویے ملے تھے اس زمانے میں اور اس کے بعد جس قدر بھی جنگل کا علم میں جذب کر سکا تھا وہ ہمیشہ میرے لئے سُودمند ثابت ہُوا۔

قارئین کرام! مَیں نے لفظ "حاصل کیا" کی بجائے "جذب کیا" استعمال کیا ہے۔ کیونکہ علم جنگل و دریا ڈھیے کیسی چھاپے خانے کی چھپی ہوئی کتاب سے نہیں سیکھا جا سکتا۔ بلکہ فطرت کی کھلی کتاب سے براہِ راست اخذ کر کے جذب کیا جاتا ہے۔ عمر کے کسی بھی مرحلے پر آپ فطرت کی اس کتاب کو کھولئے اور اگر آپ میں شوقِ فراواں کی کمی نہیں تو آپ اسے انتہائی دلچسپ پائیں گے۔ دلچسپی کا عالم یہ ہوگا کہ کہیں بھی سرنگوں ہونے نہ پائیگی۔ کیونکہ حُسنِ فطرت لامتناہی ہے۔ مگر دوستو! شرط ہے ...

... "شوقِ فراواں"۔

آج اگر عروسِ بہار پر شباب آنے کو ہے۔ تو گزری کل سے اس کا منظر مختلف ہوگا۔ اور آنے والی کل کو اس سے بھی مختلف۔

سامنے والا درخت پھولوں سے لد گیا ہے خوش رنگ پرندوں کی ٹولیاں ڈال ڈال چہک رہی ہیں۔ خیرت انگیز رنگ تتلیاں اور ننھی ننھی سی چڑیاں پھولوں کے ساغروں میں چونچیں ڈال کر فرحت بخش شیریں عرق کھینچ رہی ہیں۔ کچھ پھولوں کی نازک رنگین تیتلیوں کی لذت سے شاد کام ہو رہی ہیں۔ اور کچھ ایسی بھی ہیں جو شہد کشید

کرنے والی مکھیوں پر بھی ہاتھ صاف کر رہی ہیں۔ ع

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا

کچھ دنوں کے بعد پھولوں کی جگہ ثمر لے لیں گے۔

تو پرندوں کی کوئی اور قسم درخت کو آگھیرے گی۔ ان ہجوم رنگ و بو میں ہر فرد کے لئے قدرت کے عظیم منصوبے ہیں فرائض و وظائف متعیّن ہیں۔ کچھ تو مناظر کو محض حُسن نظر نواز بخشنے کے لئے ہیں۔ اور کچھ اس جشن بہاراں کو اپنے شیریں رسیلے نغموں سے فردوسِ گوش بنا رہے ہیں۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے بھی ہیں جن کے ذمہ نر اور مادہ زیرگل کے تبادلہ کا ذریعہ بنتا ہے تاکہ چمن اور بھی مہکیں اور مرغانِ خوش الحان اور بھی چہکیں۔

ع بلبل فقط آواز طاؤس فقط رنگ

معلوماتِ عامہ

"انڈس ہائی وے"

(جناب محمود مجیب اصغر صاحب انجینیئر ۔ لاہور)

انڈس سُپر ہائی وے جس کا نام حال ہی میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق صاحب نے انڈس ہائی وے رکھا ہے وہ بڑی شاہراہ ہے جو کراچی سے پشاور تک دریائے سندھ کے دائیں کنارے کے ساتھ ساتھ بنے گی۔ اس شاہراہ کی تعمیر سے کراچی اور پشاور کے درمیان صرف ۱۲۲۳ کلومیٹر کا فاصلہ رہ جائے گا اور ۱۹۸۴ء تک یہ فاصلہ صرف ۲۰ گھنٹوں میں طے ہو سکیگا یہ شاہراہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں سے گذریگی اور دریائے سندھ کے دائیں طرف کے تمام بڑے بڑے شہروں کو آپس میں ملائے گی ہر صوبے میں اس شاہراہ کے مندرجہ ذیل ٹکڑے ہوں گے۔

صوبہ	لمبائی
صوبہ سندھ (ضلع کراچی، ضلع دادو، ضلع لاڑکانہ ضلع سکھر اور ضلع جیکب آباد)	۴۹۵ کلومیٹر
صوبہ بلوچستان (ضلع کوہلو)	۳۰ "
صوبہ پنجاب (ضلع ڈیرہ غازیخاں)	۳۶۳ "
صوبہ سرحد (ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخاں، ضلع بنوں ضلع کوہاٹ اور ضلع پشاور)	۳۴۵ "
شاہراہ کی کل لمبائی =	۱۲۳۳

بڑے بڑے شہروں کا اس شاہراہ سے مندرجہ ذیل فاصلہ ہوگا:-

شہر	فاصلہ	
پشاور	۹/۶	کلومیٹر
کوہاٹ	۶/۴	"
بنوں	۳۵/۰	"
ڈیرہ اسمٰعیلخاں	۲۲/۴	"
ڈیرہ غازیخاں	۶/۴	"
کشمور	۱۶/۰	"
لاڑکانہ	۶/۴	"
شکارپور	۴/۰	"
جیکب آباد	۳۵/۰	"
دادو	۵/۰	"
سیون	۲/۰	"

منصوبہ بندی

پہلے مرحلے میں ۱۳۱ ارب روپے کی لاگت سے سات سال کے عرصہ میں دو طرفہ سنگل کیرج وے (Two lane single carriage way)

جناب قریشی مسعود احمد صاحب ناصر - فیصل آباد

بجلی سے چلنے والی کار

فلنڈرز یونیورسٹی نے حال ہی میں بجلی سے چلنے والی کار آسٹریلوی حکومت کے تعاون سے تیار کی ہے اور اب اسے پیٹنٹ کروانے کی کوشش جاری ہے۔

توقع کی جا سکتی ہے کہ زمانہ قریب میں ایسی گاڑیاں بھی منظر عام پر آ جائیں گی اور شاید ان کی بدولت ہوا میں وہ آلودگی جو دھوئیں کے باعث ہوتی ہے کافی حد تک کم ہو سکے۔

سمندری جڑی بوٹی کا علاج

آسٹریلیا کے ایک سائنسدان نے ایسا کیمیکل chemical معلوم کیا ہے جس سے سالویا جو کہ سمندروں میں پائی جانیوالی جڑی بوٹی ہے اسے کافی حد تک ختم کیا جا سکتا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ دوائی کم خرچ و بالانشین ہے اور مزید برآں اسے استعمال کرنا آسان ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے تقریباً ایک ہفتہ کے اندر جڑی بوٹی مر جاتی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ اس کے استعمال سے کافی فائدہ حاصل ہوگا۔

شمسی قوت سے آب پاشی

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایری زونا کے علاقہ میں شمسی توانائی کے ذریعہ آب پاشی کے تجربات کافی حوصلہ افزا ثابت ہوئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے سورج کی توانائی کو پہلے اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر اس قوت سے پمپ چلائے جاتے ہیں۔ جن سے کافی مقدار میں پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ ایری زونا کا وہ علاقہ جو پہلے بے آباد تھا اب شمسی قوت کی بدولت مختلف قسم کی فصلیں کامیابی کے ساتھ کاشت کی جا رہی ہیں۔

حشرات سے غذاؤں کا حصول

ایک جرمن ماہر حیوانیات نے اس سلسلہ میں تجربات کئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حشرات میں کافی غذائیت موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ ان میں آسانی سے ہضم ہونے والی پروٹین اور چکنائی خاص مقدار میں ہوتی ہے۔ ماہر حیوانیات کے مطابق ۱۰۰ گرام فرائی کی ہوئی دیمک کے حراروں کی غذائی قدر ۵۶۱ حرارت ہوتی ہے۔ ان کے مطابق اگر حشرات کو بھی بطور غذا استعمال کیا جائے تو غذائی کمی کو کسی حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔

دل کی پیوندکاری

جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن کے ایک ہسپتال

میں دل کی جراحی کے ایک ماہر ڈاکٹر برنارڈ نے حال ہی میں افریقہ کے لنگور کے دل کو ایک ساٹھ سالہ انسان کے جسم میں پیوند لگایا ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق لنگور کا دل سائز اور قوت کے اعتبار سے انسانی دل سے مشابہت رکھتا ہے۔

ایک نئی تحقیق

ذیابیطس ایک اہم بیماری ہے اب تک انسولین (Insulin) ہی اس مرض کا علاج تھا۔ اس مرض کو روکنے کے لئے مریضوں کو مسلسل انجکشن لینے پڑتے ہیں۔ امریکہ کی یونیورسٹی کیلیفورنیا میں کئے گئے تجربات کے مطابق اب اس امر کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مستقبل قریب میں بیکٹریا کو کثیر مقدار میں انسولین کی پیداوار کے لئے استعمال کر کے انسولین کی بڑھتی ہوئی کمی کو پورا کر لیا جائے گا۔

مستقبل کی سب سے بڑی انعکاسی دوربین

کئی سالوں سے امریکی دوربین جس کا قطر ۵ میٹر ہے دنیا میں سب سے بڑی دوربین خیال کی جاتی تھی لیکن حال ہی میں روسی سائنسدان اس سے بھی بڑی دوربین بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس کا قطر چھ میٹر ہے اور جس کی پہنچ کئی اربوں نوری سال کی ہے۔ اس دوربین کی بدولت اب خلا کی بعید وسعتوں کو بھی دیکھا جا سکے گا۔

ایک طبی تحقیق

امریکہ کی پرڈیو یونیورسٹی کے پروفیسر اسمٰعیل نے اپنی تحقیقات سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر کسی شخص میں کولسٹرول کی سطح بلند ہو تو باقاعدہ ورزش کرنے سے اس کی کولسٹرول (Cholesterol) کی سطح گر جائے گی۔ اور اگر اس کے کولسٹرول کی سطح نیچی ہے تو اس صورت میں ورزش کا ایسے شخص پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

وٹامن بی-۴ کا استعمال

بعض لوگوں میں بھول جانے (نسیان) کا مرض ہوتا ہے۔ جدید سائنسی نظریات کے مطابق ہر انسان سونے کے دوران خواب دیکھتا ہے۔ لیکن بعض لوگ بیدار ہونے پہ خواب بھول جاتے ہیں۔ یا پھر انہیں صحیح طور پر خواب یاد نہیں رہتا۔

ایک ماہر نفسیات کے مطابق اگر ایسے لوگوں کو روزانہ ۲۵ سے ۵۰ ملی گرام وٹامن بی-۴ دیا جائے تو نسیان کے اس نقص کو کافی حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔

ریشہ دار غذاؤں کی اہمیت

غذا پر تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کے تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ریشہ دار غذاؤں (مثلاً میتھی۔ پالک۔ سلاد۔ شلغم۔ کیلا۔ مالٹا۔ ان چھنا آٹا وغیرہ) کے استعمال سے قبض۔ انتڑیوں کا سرطان ہرنیا۔ اپنڈی سائیٹس جیسی امراض نہیں ہوتیں۔ ان سے غذا کا حجم بڑھ جانے کے علاوہ ریشہ دار غذاؤں میں موجود سیلولوز انتڑیوں میں موجود غذائی مواد میں نمی جذب کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے ؛

ـــــ ؛ ـــــ

لندن کانفرنس

"مسیح کی صلیب سے نجات" پر لندن کانفرنس

اور عالمی پریس

لندن کانفرنس کے انعقاد سے عرصہ قبل ہی دنیا بھر میں اس کا غیر معمولی چرچا شروع ہو گیا تھا۔ اس شمارہ میں عالمی پریس میں کانفرنس کے موقع پر ہونے والے تبصرے ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔ ادارہ عالمی پریس میں کانفرنس سے پہلے کی خبریں بھی بغرض ریکارڈ شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وباللہ التوفیق

(ادارہ)

(۱)

لندن کے ایک مقامی اخبار پٹنی اینڈ روہیمپٹن ہیرلڈ نے اپنے یکم جون کے شمارہ میں صفحہ اوّل پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فوٹو کے ساتھ لندن تشریف لانے پر اخباری رپورٹروں سے حضور کے انٹرویو کی تفصیلی رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کا ترجمہ پیش ہے:-

فضائی مستقر پر خلیفۃ المسیح الثالث کا استقبال

وہ کثیر التعداد، ممتاز اور اہم شخصیتیں خلیفۃ المسیح الثالث کی برطانیہ میں تشریف آوری کے موقع پر آپ کو خوش آمدید کہنے فضائی مستقر ہیتھرو ائیرپورٹ پہنچی ہوئی تھیں ان میں ہزایکسی لنسی ہائی کمشنر فار گیمبیا بھی شامل تھے۔ ہوائی جہاز سے اُترنے کے فوراً بعد خلیفۃ المسیح کو وی آئی پی لاؤنج میں لے جایا گیا اور پھر وہاں سے آپ ایک پریس انٹرویو کے لئے اخباری نامہ نگاروں کے درمیان تشریف لائے۔ مختلف ملکوں کے یہ نامہ نگار آپ سے ملاقات کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے۔

ایک پُر رونق پریس ملاقات میں خلیفۃ المسیح نے واضح فرمایا کہ یہ آپ کے فرائض میں بھی شامل تھا اور اسے آپ کے ایک امتیازی حق کی حیثیت بھی حاصل تھی کہ آپ اس کانفرنس میں شرکت کی غرض سے برطانیہ تشریف لاتے۔

جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ مسیح کا اسلام سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں مسیح علیہ السلام کا اسلام سے بہت گہرا تعلق ہے۔ آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہم مسیح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کے سچے رسولوں میں سے ایک رسول یقین کرتے ہیں۔ وہ ہمارے عقیدہ کے بموجب اسی طرح خدا کے ایک نبی تھے جس طرح کہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے ایک نبی تھے۔ ہماری نگاہ میں ان کی بہت قدر و منزلت ہے کیونکہ وہ پیغمبروں اور نبیوں کی اس مقدس جماعت کے ایک فرد ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے نوعِ انسان کی رہنمائی کے لئے مختلف زمانوں میں مبعوث کیا۔ اس لئے ہمارے واسطے یہ امر بہت

کا حامل ہے۔ کہ ہم مسیح علیہ السلام کے صحیح تاریخی واقعات اور ان کی اصل تعلیمات کو متعین کریں اور ان سے آگاہ ہوں۔ اسی غرض کے پیشِ نظر اس کانفرنس (یعنی مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر منعقد کی جانے والی کانفرنس) کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔

آپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے صلیب پر سے زندہ اترنے اور زخموں کے مندمل ہونے کے بعد وہ عراق، ایران اور افغانستان میں سے سفر کرتے ہوئے ہندوستان آئے میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ بات پورے طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ افغانستان۔ کشمیر اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں جو لوگ آباد ہیں وہ یہودی الاصل ہیں اور یہ کہ وہ اسرائیل کے ان بعض قبائل کی اولاد و نسل ہیں جو بنی اسرائیل کے تتر بتر ہونے اور ادھر ادھر پھیل جانے کے وقت یہودیہ سے ہجرت کر گئے تھے۔

خلیفۃ المسیح نے مزید فرمایا کہ ہم روئے زمین کی تمام قوموں اور ان کے جملہ افراد تک اسلام کا نور پہنچا کر انہیں اس سے منور کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے ایک عظیم تبلیغی مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔ یہ کانفرنس بھی اسی عظیم مہم اور منصوبہ کا ایک حصہ ہے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے مزید فرمایا

ہم تمام مغربی یورپ، برطانیہ، فرانس، سپین، اٹلی ناروے، سویڈن اور ڈنمارک — میں تبلیغی مراکز قائم کر رہے ہیں۔ اسی طرح شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ

یورپ میں بھی ہماری طرف سے تبلیغی مراکز کے قیام کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ اس عظیم منصوبے کے نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ہم یورپ میں کئی مسجدیں تعمیر کر چکے ہیں۔ پچھلے دنوں سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں جس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔ اس کے اخراجات برطانیہ کے احمدیوں نے اپنے چندوں میں سے ادا کئے تھے ہم نے دنیا کے وسیع علاقوں میں اخبارات اور رسائل جاری کرنے کے علاوہ طبی مراکز، ہسپتال، سکولز اور کالج کھولے ہیں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایسی خدمات بجا لانا ہمارا فرض اور خصوصی استحقاق ہے اور ہم بڑی بشاشت کے ساتھ رفاہِ عامہ کے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا دنیا میں احمدیوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ ان میں سے بعض اہم عہدوں پر فائز ہیں اور گرانقدر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ اسّی سال پہلے ہماری تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ آج یہ تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ قریب مستقبل میں دنیا بھر کے ممالک میں احمدیوں کی تعداد کئی کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ یہ ہماری امید اور خوش فہمی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خدائی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو گی۔"

لندن کانفرنس کے متعلق یہی اخبار مزید لکھتا ہے۔

"اس ہفتہ کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں ایک ایسی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آ رہا ہے جس کے مجوزہ انعقاد کی خبر دنیا بھر میں شہ سرخیوں کے تحت پہلے ہی شائع ہو چکی ہے کانفرنس کا موضوع ہے "مسیح کا صلیبی موت سے نجات"۔ یہ موضوع مشرقی اور جنوبی امریکہ یورپ اور افریقہ اور اسی طرح مشرق میں بھی ٹیلیویژن اور ریڈیو کے وسیع نشریاتی رابطوں اور اخبارات و رسائل کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کا موجب بن چکا ہے۔

اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ممتاز ماہرین آثار قدیمہ، مستشرقین، علماء اور مختلف مذاہب کے دینی علوم میں دسترس رکھنے والے فضلاء ایک جگہ جمع ہوئے ہوں اور خاص اس موضوع پر انہوں نے باہم تبادلہ خیالات کیا ہو۔

ویسٹ منسٹر کے رومن کیتھولک آرچ بشپ کارڈینل ہیوم نے اس کانفرنس میں ایک مبصر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کلیسیائے انگلستان کے نمائندے بھی اس میں موجود ہوں گے۔ مزید برآں آزاد گرجاؤں سے تعلق رکھنے والے بہت سے پادریوں کے انفرادی گروپ بھی

کانفرنس میں اپنے لئے نشستیں مخصوص کرائی ہیں۔

یہ کانفرنس جو تین روز جاری رہے گی کل (۲ جون جمعہ کے روز) سے شروع ہو رہی ہے آخری روز سب سے اہم خطاب حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کا ہوگا۔ آپ کانفرنس میں خطاب فرمانے کی غرض سے طویل ہوائی سفر طے کرنے کے بعد پاکستان سے یہاں تشریف لائے ہیں......

لندن میں اپنے قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح دارالعوام میں منعقد ہونے والی ایک استقبالیہ دعوت میں مہمانِ خصوصی ہونگے۔ اس استقبالیہ کا اہتمام مسٹر ٹام کاکس رکن پارلیمنٹ آپ کو برطانیہ میں باضابطہ طور پر خوش آمدید کہنے کی غرض سے کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ آخری روز خلیفۃ المسیح ثالث کے خطاب سے ایک ہزار سامعین مستفیض ہوں گے۔

پٹنی میں واقع مسجد لندن سے گروپ کے گروپ کانفرنس میں شرکت کے لئے کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لے جایا کریں گے۔ بسیں اور کاریں لوگوں کو مڈلینڈز سے ہی نہیں بلکہ برطانیہ کے دور دراز علاقوں مثلاً ایبرڈین اور پلائی ماؤتھ سے بھی لایا کریں گی۔ بیرونی ممالک کے مندوبین بھی سینکڑوں کی تعداد میں کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ ان میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، پولینڈ، یوگوسلاویہ اور مغربی افریقہ کے بیشتر ممالک کے مندوبین کے گروپس بھی شامل ہوں گے۔ پٹنی اور کینسنگٹن کی پولیس نے کانفرنس کے موقع پر موٹر گاڑیوں اور بسوں کی آمد و رفت کو کنٹرول کرنے کے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔

ایک سو سے زائد ٹیلیویژن اور ریڈیو کے نامہ نگاروں صحافیوں اور صحافی فوٹوگرافروں نے کانفرنس میں داخلے کے ٹکٹ طلب کئے ہیں۔ کانفرنس اور خلیفۃ المسیح ثالث کے دورہ برطانیہ کی دیگر مصروفیات کی ایک فلم بھی تیار کی جائے گی۔

کانفرنس کے انتظامات امام مسجد لندن مسٹر بی۔ اے۔ رفیق کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں انہوں نے ایک ملاقات میں بتایا۔ کانفرنس کے انعقاد کا منصوبہ ایک ایسا وسیع منصوبہ ہے جسے سینکڑوں رضاکاروں نے بلامبالغہ ہزاروں گھنٹوں تک مصروفِ کار رہ کر پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کئی زبانوں میں ان کے ساتھ خط و کتابت کرنا پڑی ہے۔ جو زیر بحث موضوع پر اپنی تحقیق کو دنیا میں منظرِ عام پر لانے کی غرض سے اس موقع پر لندن آ رہے ہیں۔ ہمیں کانفرنس کا ہی اہتمام نہیں کرنا تھا۔ بلکہ مہمانوں کی رہائش، کانفرنس سے متعلق پمفلٹس، ٹکٹس اور دوسرے لٹریچر کی تیاری و طباعت کے انتظامات سے بھی عہدہ برآ ہونا تھا۔ یہ ایک عظیم لیکن ازحد دل خوش کن مہم تھی جسے ہم نے دلی بشاشت کے ساتھ سر کیا ہے۔ یہ تمام تفصیلات بتانے کے بعد آخر میں مسٹر بی۔ اے۔ رفیق نے کہا کہ اگر مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے مسئلہ پر ہم نئے پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگی اور ہمیں اس کا خاطر خواہ صلہ مل گیا۔"

(ترجمہ از Putney and Roehampton Herald.
اشاعت خصوصی مؤرخہ یکم جون ۱۹۷۸ء
صفحہ اول)

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲ جون ۱۹۷۸ء)

(۲)

سنڈے ٹیلیگراف نے اپنے جون ۱۹۷۸ء کے پہلے شمارہ میں اپنے نامہ نگار پیٹرسن فلپس کا ایک طویل مقالہ متعدد رنگین تصاویر کے ساتھ شائع کیا۔ فلپس نے برطانیہ سے سری نگر جا کر خود قبر مسیح کے متعلق معلومات حاصل کر کے یہ مقالہ سپرد قلم کیا۔ اس کے مقالہ کے بعض اقتباسات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ اس مقالہ کا جلی عنوان ہے۔

کیا مسیح کی قبر کشمیر میں ہے؟

اس کے نیچے قدرے کم جلی حروف سے یہ عبارت ہے۔

"اس ہفتہ لندن کے کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ میں عیسائی دنیا سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ احمدیہ فرقہ کے ایک کروڑ افراد کے اعتقاد کے مطابق وہ اس بات پر ایمان لے آئے کہ مسیح برصغیر کی سرزمین میں مدفون ہے پیٹرسن فلپس نے خود کشمیر جا کر اور براہ راست معلومات حاصل کرنے کے بعد یہ مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ تصاویر جولین کالڈر کی کھینچی ہوئی ہیں جو اس سفر میں اس کے ہمراہ تھا۔"

اپنے اس مقالہ میں پیٹرسن فلپس رقمطراز ہے۔

ا۔ "اگر اس بات کی حیثیت (کہ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے) قدیم زمانہ کی ایک عجیب و غریب اور انوکھی کہانی کی ہوتی تو ہم خندۂ استہزا سے کام لے کر اسے نظرانداز کر دیتے..... لیکن دنیا کے ایک کروڑ انسان جن کا تعلق ایک مسلمان فرقہ سے ہے اور جو احمدی کہلاتے ہیں اس بات کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اس بات پر دلی یقین رکھتے ہیں کہ یہ (سری نگر کے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ) واقعی مسیح کا مقبرہ ہے وہ نہ صرف خود اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے علاوہ دنیا کا ہر شخص اس پر ایمان لے آئے۔ یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ اس موضوع پر اُن سے جتنا بھی سنتا جائے اتنا ہی زیادہ یہ احساس بڑھتا جاتا ہے کہ بادی النظر میں جو بات اُلٹی گنگا بہانے کے مترادف نظر آتی ہے وہ ایسی اُلٹی گنگا ہے نہیں۔

اس ہفتہ کے اواخر میں جماعت احمدیہ نے کینگٹن میں واقع کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کی عمارت کرایہ پر حاصل کی ہے تاکہ وہ اس میں ایک سہ روزہ کانفرنس منعقد کر سکیں اور اس کے ذریعہ عیسائی دنیا کے سامنے جو فی زمانہ بے اعتقادی کی شکار ہے اپنے اس نظریہ کو پیش کر سکیں۔ انہوں نے آثار قدیمہ کے ماہروں،

دینی علوم میں دسترس رکھنے والوں اور مستشرقین کی ایک جماعت اکٹھی کی ہے جو اس امر کی مؤید ہیں کہ جب مسیح کو صلیب پر سے اتارا گیا تھا تو وہ زندہ تھے بعد میں وہ ہمالیہ کے دامن میں واقع وادیٔ کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے جہاں پہلے سے یہودیوں کی ایک جمعیت موجود تھی اور ان سب ماہرین کے اوپر اور بلند و بالا فرقۂ احمدیہ کے روحانی سربراہ اعلیٰ خلیفۃ المسیح (حضرت مرزا ناصر احمد) کی سفید ریش بزرگ شخصیت ہے۔ جو ایک زمانہ میں بیلیئل (آکسفورڈ) میں ایڈورڈ ہیتھ کے ہمراہ تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ آپ بھی مذکورہ کانفرنس میں تقریر فرمائیں گے۔"

۲۔ "احمدیوں کے نزدیک دو چیزیں بطور قبول کئے جانے کے قابل ہیں۔ اول یہ کہ اگر سرینگر کی ایک گلی کے کونہ میں مسیح مدفون ہیں تو پھر یروشلم میں نہ ان کی موت واقع ہوئی اور نہ وہ مر کر جی اٹھے۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ صلیب کی اذیت سے بچ نکلے تھے اور مرنے سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے تھے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ جانب مشرق سفر کرتے ہوئے وادیٔ کشمیر میں چلے آئے اور سالہا سال بعد وہیں انہوں نے وفات پائی کٹر عیسائیوں کے نزدیک یہ دونوں باتیں اگر کفر نہیں تو بھی معقولیت سے عاری ضرور ہیں لیکن کچھ عیسائی جو اتنے کٹر نہیں ہیں جدید سائنسی علم کی روشنی میں اس بارہ میں بحث کرتے رہے ہیں کہ صلیب پر لٹکائے جانے اور مر کر جی اٹھنے کے

واقعہ کی اصلیت کیا ہے اور مسیح پر اس وقت کیا بیتی تھی۔

بھلا ہو ٹورین میں محفوظ مقدس کفن کے بارہ میں سائنسی تحقیق کا جو اس بحث میں گرماگرمی اور شدت پیدا کرنے کا موجب ہوئی ہے۔ کفن کی فراہم کردہ شہادت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد مسیح کو اس چادر میں لپیٹا گیا تھا تو لپیٹے جانے کے وقت ان کا دوران خون کا نظام بدستور کام کر رہا تھا۔ دل کا ایسی حالت میں ہونا کہ وہ خون کو جسم کے مختلف حصوں میں پمپ کر سکے اور جس کے نتیجہ میں زخموں سے خون نکل کر کفن پر دھبے ڈال سکے اس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے۔ کہ جدید طبی اصطلاح کی رو سے مسیح اس وقت زندہ تھے عیسائی عقائد میں یہ رخنہ یا شگاف بعینہٖ وہ امر ہے جسے احمدی مسلمان اور وہ تمام لوگ جو مقبرہ مذکورہ کو مسیح کا مقبرہ تسلیم کرتے ہیں۔ سالہا سال سے سننے کے منتظر تھے اپنے پیغام کو براہ راست دھر دلہ تک پہنچانے کے لئے انہوں نے تعلقات عامہ کی ایک قوم کی خدمات حاصل کی ہیں۔ پریس کانفرنس کا اہتمام کیا ہے اور ابلاغ عامہ کے ہر جدید طریقہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ سب کچھ کس غرض کے ماتحت کر رہے ہیں ان کا اس سارے معاملہ سے کیا تعلق ہے؟ جدید پاکستان میں سے بیرونی دنیا میں پہنچنے والا یہ راسخ العقیدہ مسلم فرقہ اپنے نقطۂ نظر کو لندن میں عام کرنے کے لئے یہ سب جدوجہد کیوں کر رہا ہے؟

..... دوسروں کو مسلمان بنانے میں احمدی بڑے مستعد اور پُرجوش واقع ہوئے ہیں۔ وہ اسلام کے پیغام کو کرۂ ارض کے چاروں اطراف میں پہنچانے میں بہت گرمجوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں اس کام کی انجام دہی میں وہ ان نوجوانوں کی تبلیغی سرگرمیوں سے استفادہ کرتے ہیں جو اپنی زندگیاں جماعتی خدمات بجا لانے کے لئے وقف کرنے کو ترجیح دیتے ہیں ان نوجوانوں کو معقول حد تک اخراجات دیئے جاتے ہیں۔ جماعت کے ہر رکن کی مجموعی آمد کا سولھواں حصہ جماعت کے بیت المال میں جمع ہوتا ہے بہت سے لوگ اس سے بھی زیادہ رقم وقف کر دیتے ہیں ایسے بھی ہیں جو اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ بطور چندہ دے ڈالتے ہیں ملک کے اندر بعض مالدار پاکستانی اور ملک سے باہر بھی بعض اچھے متمول لوگ اس جماعت میں شامل ہیں۔"

۳۔ اس جماعت میں مجموعی کی آئینہ دار خاندانی قربت کا احساس بہت نمایاں ہے اس کے موجودہ سربراہ جو خلیفہ کے معزز لقب سے ملقب ہیں بانیٔ جماعت کے پوتے ہیں بانیٔ جماعت کے وصال کے بعد تیسرے سربراہ کی حیثیت سے وہ خلیفۃ المسیح الثالث کہلاتے ہیں۔ ان کے والد دوسرے خلیفہ تھے ان کے چھوٹے بھائی بیرونی مشنوں کے محکمہ کے انچارج ہیں یہ محکمہ بیرونی ملکوں میں تبلیغ اسلام پر دو کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرتا ہے دنیا بھر میں ۳۲۵ مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں صرف مغربی افریقہ میں ہی یہ جماعت اٹھارہ ہسپتال یا طبی مراکز اور سترہ سیکنڈری سکولز چلا رہی ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک، کیا عیسائی دنیا اور کیا مسلم دنیا ہر جگہ ہی روحانی اقدار پامال ہو چکی ہیں انہوں نے ۱۸۹۰ء میں اپنے پیغام کی اشاعت شروع کی انہوں نے بے دینی کے خلاف جہاد کا اعلان کیا لیکن یہ جہاد تلوار کا نہیں بلکہ قلم اور زبان کا جہاد تھا۔ وہ قلم کے دھنی تھے۔ چنانچہ انہوں نے بے شمار کتابیں تصنیف کیں آج بھی چھاپہ خانوں کا قیام احمدیوں کی ترجیحات میں سرفہرست ہے۔ بیرونی مشنوں کا محکمہ ۲۲ ماہوار رسالوں کو کنٹرول کرتا ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں شائع ہوتے ہیں۔ قرآن کا دنیا کی درجنوں زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے ان میں اسپرانٹو زبان بھی شامل ہے......

حافظ مرزا ناصر احمد کا کہنا ہے کہ موجودہ دور بے حد اہم ہے۔ وقت کے ضیاع کی قطعاً گنجائش نہیں بالخصوص آئندہ پچیس سال بے انتہا اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اس عرصہ میں ایک روحانی انقلاب دنیا میں رونما ہونے والا ہے۔

برطانیہ میں ایک احمدیہ مسجد ۱۹۲۴ء سے قائم ہے جو جنوب مغربی لندن میں گریسن ہال روڈ پر واقع ہے اس کی چھوٹی چھوٹی شاخیں سارے برطانیہ میں قائم ہیں۔ برطانیہ میں احمدیوں کی تعداد دس ہزار کے قریب ہے۔ موجودہ امام مسٹر بی۔ اے رفیق بہت شائستہ اور پرکشش شخصیت کے

مالک ہیں۔ ان کا زمیندار خاندان شمال مغربی سرحدی علاقہ میں انگریز فوجوں کا مقابلہ کیا کرتا تھا۔ برطانیہ کی مقامی آبادی میں سے ہنوز بہت تھوڑے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ شراب اور اسی قسم کی دوسری چیزوں سے مکمل اجتناب، پردہ، نماز اور ذکر الٰہی وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو اہل برطانیہ کے ثقافتی مزاج سے دُور کا بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ تاہم احمدیوں کا کہنا یہ ہے کہ اسلام کے وہاں غالب آنے میں وقت لگے گا۔ وقت آئے گا کہ برطانیہ ایسے مذہب کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔ جو اُن کے رُوحانی خلاء کو پُر کر سکے۔ وہ مذہب جو ان کے روحانی خلاء کو پُر کرے گا۔ اسلام ہی ہوگا۔"

۴۔ "اگر مسیحؑ کے صلیب سے زندہ اُترنے اور کشمیر کی طرف ہجرت کر جانے سے متعلق احمدیوں کے دلائل کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ اگرچہ بائبل اور دعا کی کتاب کو رد کرنے کے بعد ہی ایسا ممکن ہو سکتا ہے تو بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ مسیح کو کیا پڑی تھی کہ اس نے کشمیر کی طرف ہجرت کی اور بقیہ زندگی وہاں گزاری؟

احمدیوں کے پاس اس سوال کا جواب بھی ہے۔ سر محمد ظفر اللہ خان نے مجھے بتایا کہ "اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے صرف دو قبیلے جو دیا میں آباد تھے جہاں کہ صلیب کے واقعہ تک مسیح نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا۔ مسیح نے خود اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ انہیں بنی اسرائیل کے دوسرے قبائل تک بھی خدا کا پیغام پہنچانا ہے وہ قبائل کہاں تھے؟ وہ ایشیا میں شمال مشرق کی جانب شام، ایران، افغانستان اور کشمیر میں آباد تھے۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ کشمیریوں کا ایک قبیلہ جو گوجر کہلاتا ہے انہیں دیکھ کر آج بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ براہِ راست مصوّرِ بائبل کی کسی تصویر میں سے نکل کر ہمارے سامنے آ کھڑے ہوئے ہیں۔

سنسکرت اور فارسی لٹریچر کا گہرا مطالعہ کرنے والے محققین نے بھی مسیح کے کشمیر میں آنے کے نظریہ کی تائید میں بعض حوالے ڈھونڈ نکالے ہیں۔ ۱۱۵ عیسوی کی ایک کتاب "بھوشیہ مہا پوران" نامی

سابق مہاراجہ کشمیر کی لائبریری سے دستیاب ہوئی اس میں مرقوم تھا کہ ۸۰ء عیسوی میں شالباہن نامی ایک راجہ کی بہت پُر وقار بزرگ شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ وہ بزرگ سفید لباس پہنے پہاڑوں میں ایک جگہ بیٹھے تھے ان کا رنگ زردی مائل گندمی تھا اُن بزرگ نے کہا۔ مجھے پہچانو میں خدا کا بیٹا ہوں اور کنواری کے بطن سے پیدا ہوا ہوں۔ انہوں نے محبت، سچائی اور پاکیزگیٔ قلب کو اپنا مسلک قرار دیا اور کہا اسی سبب سے میں مسیح کہلاتا ہوں اسی طرح قدیم فارسی تواریخ میں ایک "یوزآسف" نامی نبی کا ذکر آتا ہے جو کسی بیرونی ملک سے کشمیر میں آیا تھا، وہ خلوص، پاکیزگی اور پرہیزگاری کی تعلیم دیتا تھا۔ یوزآسف نام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عبرانی نام ہے جس کے معنے ہیں "اکٹھا کرنے والا مسیح"۔

۵- "احمدیوں کا کہنا یہ ہے کہ سرینگر کے مقبرہ کے بارہ میں اسی طرح سائنسی بنیادوں پر تحقیق ہونی چاہیئے جس طرح ٹیورن میں محفوظ کفن کے بارہ میں کی گئی ہے۔ ابلاغِ عامہ کے جدید طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان دو قلعہ شکن گرزوں (یعنی ٹیورن میں محفوظ ردائے مقدس اور کشمیر میں یوزآسف نبی کا مقبرہ) کے ذریعہ احمدی دنیائے عیسائیت کی دیواروں میں شگاف ڈال کر وہ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو پہلے مسلمان طاقت کے بل پر حاصل نہیں کر سکے تھے۔ احمدی جو اثر انگیزی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ خود بھی اتنے ہی دلچسپ ہیں جتنا کہ

ان کا پیغام اپنی ذات میں دلچسپی کا حامل ہے"
(سنڈے ٹیلیگراف لندن مورخہ ۴ جون ۱۹۷۸ء)

۳

مڈلینڈ برطانیہ کے ہفتہ وار اخبار "سنڈے مرکری" (Sunday Mercury) نے ۱۱ جون ۱۹۷۸ء کی خصوصی اشاعت میں کانفرنس کی روداد شائع کی۔ جو تصاویر سے مزین تھی۔ صفحہ اوّل پر جلی عنوانات کے ساتھ اخبار نے جو بڑی خبر شائع کی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"گزشتہ اتوار کے روز (۴ جون ۱۹۷۸ء کو) کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن کے انگزی بیشن ہال کی گیلریاں بھی سامعین سے بھری ہوئی تھیں کیونکہ اس روز مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے دنیا کے مختلف ممالک کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ افراد مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس کے اختتامی اجلاس سے خلیفۃ المسیح الثالث کا خطاب سننے کے لئے وہاں کھنچے چلے آئے تھے۔

۶۹ سالہ خلیفۃ المسیح حضرت مرزا ناصر احمد نے جو دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کے ایک کروڑ افراد کے روحانی پیشوا ہیں۔ ہال کے مرکزی اسٹیج سے کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ہال جماعت کے ممتاز افراد سے پُر تھا علاوہ ازیں گیمبیا، ماریشس، اور سیرالیون کے ہائی کمشنرز اور لائبیریا کے سفیر موصوف بھی تشریف لائے ہوئے تھے اپنے ایک گھنٹہ کے خطاب کے دوران خلیفۃ المسیح کو مسلسل پریس فوٹو گرافروں کے کیمروں کی فلیش لائٹوں اور فلڈ لائٹوں کی چکا چوند کا سامنا رہا۔ ان کے دورۂ برطانیہ کی مصروفیات پر مشتمل ایک دستاویزی فلم تیار کیا جا رہا ہے۔

اس سہ روزہ کانفرنس میں انفرادی طور پر بہت سے عیسائیوں نے اور پادریوں نے بھی شرکت کی۔ ان پادریوں میں ویسٹ منسٹر کیتھولک آرچ بشپ کارڈینل ہیوم کے ایک نمائندے اور پولینڈ کے کیتھولک چرچ کے دو باضابطہ نمائندے بھی شامل تھے۔ مؤخر الذکر دو نمائندے کانفرنس کی کارروائی سننے کے لئے پولینڈ سے برطانیہ آئے تھے۔

اپنے اختتامی خطاب میں خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ "اس کائنات کی بنیادی صداقت توحید باری تعالیٰ ہے ..... صرف اور صرف اسی کی ذات اس لائق ہے کہ زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوق اُس کی عبادت کرے"

احمدیوں کا ایک بنیادی عقیدہ ان کے اس دعویٰ پر مشتمل ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے، صلیب سے زندہ اُترنے اور صحتیاب ہونے کے بعد اسرائیل کے
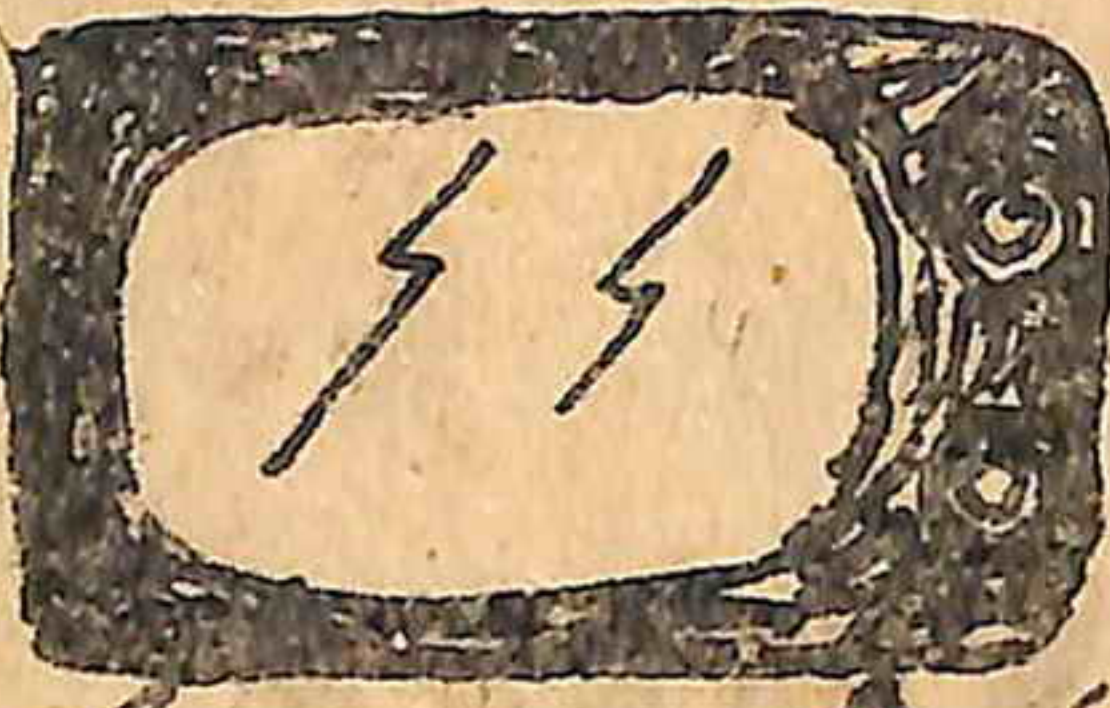
گمشدہ قبائل کی تلاش میں وہ ہندوستان آئے اور طویل عمر پانے کے بعد وہیں انہوں نے وفات پائی۔ ان کا مقبرہ کشمیر کے دارالحکومت سرینگر میں ہے۔

کانفرنس کے دوسرے روز (یعنی ۳ر جون ۱۹۷۸ء) کو کانفرنس میں شرکت کرنے والے چھ سو مندوبین نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی جس میں انڈین گورنمنٹ سے احترام اور تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے مقبرہ کے متعلق تحقیق کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ سب سے پہلے اس مقبرہ کی نشاندہی حضرت مرزا غلام احمد نے کی تھی۔

کانفرنس میں شرکت کے علاوہ خلیفۃ المسیح جو یہاں اپنی حرم، حضرت بیگم صاحبہ کے ساتھ تشریف لائے ہوئے گوناگوں جماعتی مصروفیات میں منہمک ہیں۔ بہت سے برطانیہ اور دیگر متعدد ممالک کے اخباری نمائندوں اور پریس فوٹوگرافروں کو آپ انٹرویو دے چکے ہیں۔ اسی طرح ریڈیو کے کئی نمائندوں اور بی بی سی ٹیلیویژن کے نمائندہ نے بھی آپ کا انٹرویو ریکارڈ کیا ہے۔

۳۱ر مئی ۱۹۷۸ء کو ہیتھرو ائیرپورٹ پر اُترنے کے بعد گیمبیا کے ہائی کمشنر، کانفرنس کے کنوینر امام مسجد لندن مسٹر بی۔ اے رفیق۔ سر ظفر اللہ خان اور پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ موٹروں کے ایک قافلہ کے ساتھ ائیرپورٹ سے پٹنی میں واقع مسجد لندن روانہ ہوئے۔ جہاں آپ کے ایک ہزار متبعین آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں چشم براہ تھے۔ ائیرپورٹ سے مسجد لندن کے راستہ میں جگہ جگہ آپ کی جماعت کے افراد نے جنہوں نے خیر مقدمی قطعات اٹھائے ہوئے تھے آپ کی موٹر کاروں کی طرف جس پر جماعت کا سفید اور کالے رنگ کا ایک چھوٹا سا

آرائشی نشان آویزاں تھا ہاتھ ہلا ہلا کر آپ کا استقبال کیا۔

مسجد لندن پہنچکر خلیفۃ المسیح نے تمام دنیا سے آئے ہوئے مندوبین اور برطانیہ کے احمدیوں سے جن میں سے بیشتر برطانیہ کے شمالی علاقوں اور مڈلینڈ سے بسوں اور موٹر کاروں کے ذریعہ لندن آئے تھے ملاقات فرمائی اور ان سے باتیں کیں۔

کانفرنس کے افتتاح کے روز یعنی ۲ جون ۱۹۷۸ء کو آپ نے مسجد لندن میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بدھ کے روز (یعنی ۷ جون ۱۹۷۸ء کو) آپ نے اس استقبالیہ میں شرکت فرمائی جس کا اہتمام آپ کے اعزاز میں ممبر پارلیمنٹ مسٹر ٹام کاکس نے دارالعوام میں کیا تھا۔"

(مسلسلہ مرکزی۔ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۷۸ء)

---

(۴)

مشہور عیسائی اخبار کیتھولک ہیرلڈ کا تبصرہ

برطانیہ کے کیتھولک عیسائیوں کے مشہور اخبار "کیتھولک ہیرلڈ" نے اپنے ۹ جون ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے لندن میں منعقدہ سہ روزہ بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس (۲ تا ۴ جون ۱۹۷۸ء) پر تبصرہ کیا ہے یہ تبصرہ اخبار مذکور کے نامہ نگار فرانسس گملے (FRANCES GUMLEY) کا تحریر کردہ ہے۔ اُس نے یہ تبصرہ "مسلمان فرقے کی مہم" کے سہ کالمی جلی عنوان کے تحت نسبتاً جلی حروف میں شائع کیا ہے۔ اور اسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

فوٹو سے مزین کیا ہے۔ اگرچہ نامہ نگار نے تبصرہ میں جگہ جگہ طنز کے نشتر بھی چلائے ہیں۔ تاہم ایک عیسائی نامہ نگار کے طنزیہ انداز کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اس تبصرہ کا اردو ترجمہ ریکارڈ کی غرض سے ذیل میں شائع کر رہے ہیں اس سے بھی یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ہماری یہ کانفرنس عیسائی کلیسیا کو جھنجوڑنے اور اس میں ہلچل پیدا کرنے میں کامیاب رہی ہے، حتیٰ کہ ہر عیسائی فرقہ اور ہر طبقۂ خیال کے چرچ کو اس کا نوٹس لینے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔ فرانسس گملے اپنے اس تبصرہ میں رقمطراز ہے:۔

"اس ہفتہ کے اختتام پر مختلف برطانوی چرچز کے مابین اتحاد و اتفاق کے حق میں ایک بہت ہی عجیب ذریعہ سے کلمۂ توصیف سننے میں آیا۔

اسلام کا ایک نیا فرقہ جو احمدیہ تحریک کے نام سے موسوم ہے۔ یورپ پر چھا جانے کی امید لگائے بیٹھا ہے اس تحریک کے پیشوا خلیفۃ المسیح الثالث نے تبصرہ کے رنگ میں فرمایا ـــ "برطانیہ میں باضابطہ طور پر قائم شدہ چند ایک چرچ ہیں۔ اور انہوں نے بھی باہم اشتراک سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو ایک متحدہ چرچ میں ڈھالا ہوا ہے جب میں امریکہ گیا تو مجھے ہر سڑک کے موڑ پر بالکل ایک نئے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والا جداگانہ چرچ نظر آیا۔ یہ دیکھ کر میں ہنسی ضبط نہ کر سکا۔"

احمدیوں کے نزدیک برطانیہ عنقریب تبدیلئ مذہب کی ایک زبردست رَو کی لپیٹ میں آنیوالا ہے ان لوگوں نے گزشتہ ہفتہ کے اواخر میں "مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے انوکھے موضوع پر کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی ہے۔

ایک ایسے وقت میں جبکہ برطانیہ کے رفتہ رفتہ بین المذاہب مذاکرات کی طرف بڑھ رہے ہیں احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ عیسائیوں اور دوسرے مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی زبردست مہم میں کامیاب رہیں گے۔

خلیفۃ المسیح الثالث نے پٹنی میں واقع جماعت احمدیہ انگلستان کے ہیڈکوارٹر میں احمدیوں کے عقائد اور عیسائی چرچوں کے بارہ میں ان کے طرزِ عمل کی وضاحت کی وہ ایک خوش گفتار عمر رسیدہ شخص ہیں۔ سر پر قرینے سے بندھی ہوئی کلف لگی پگڑی پہنتے ہیں جو ایک پر کشادہ تتلی کی طرح ان کے سر پر آویزاں نظر آتی ہے۔ جب وہ اپنے جدِّ امجد اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد (جنہیں احمدی انکے دعویٰ کی رُو سے مسیح موعود مانتے ہیں) کے کارناموں اور کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں تلطف آمیز چمک پیدا ہو جاتی ہے۔

ان کے چہرہ کی شگفتگی صرف اس وقت متاثر ہوتی ہے جب وہ اس مخالفت کا ذکر کرتے ہیں جس کا اس ۸۹ سال پرانی تحریک کو سامنا کرنا پڑا ہے انہوں نے کہا کہ جملہ مذاہب کی متحدہ مخالفت کے باوجود دنیا بھر میں ہماری تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے اور کوئی دن نہیں چڑھتا جس میں ہمارا قدم ترقی کی طرف نہ بڑھتا ہو۔

احمدیوں کے عقائد بعض نئے ہم خیال دوست حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیح موعود کو تسلیم کرنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے وسیع تر حلقہ سے کسی قدر دور ہو گئے ہیں۔ مسیح کی شخصیت کے متعلق ان کے عجیب و غریب عقائد نے مسیحیوں کے ساتھ بحث مباحثہ کو ٹیڑھی کھیر بنا چھوڑا ہے۔

ان کا عیسائیت کے خلاف جہاد کا ایک بنیادی حربہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اترنے کی وجہ سے صلیبی موت سے محفوظ رہا تھا۔ پھر وہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں کشمیر چلا گیا۔ احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح کا مقبرہ کشمیر کے شہر سرینگر میں آج بھی موجود ہے اور وہاں جا کر اس کی زیارت کی جا سکتی ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہاں کے لوگ بنی اسرائیل کے ایک یا کئی قبیلوں کی اولاد اور نسل ہیں۔

احمدی شروع ہی سے مخالفت کے عادی ہیں پاکستان میں ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ خلیفۃ المسیح الثالث نے اس ہفتہ گفتگو کے دوران بتایا کہ برطانیہ میں اپنے قیام کے دوران، برطانیہ کے دوسرے مسلمانوں کے لیڈروں سے ملاقات کرنا ان کے پروگرام میں شامل نہیں ہے۔

مسیح کی اس مبینہ زندگی کے متعلق جو اس نے کشمیر میں گزاری کا احمدیوں کی لندن میں منعقدہ کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے دی برٹش کونسل آف چرچز نے اس امر کا بطور خاص ذکر کیا ہے کہ:۔

"راسخ العقیدہ مسلمانوں کے مذہبی علماء احمدیوں کے اس عقیدہ کو کہ مسیح نے کشمیر جا کر وہاں طبعی طور پر وفات پائی خلاف قرآن قرار دیکر اسکی تردید کر چکے ہیں لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ برطانیہ میں مقیم دوسرے مسلمانوں کا یہ کام ہے کہ وہ لندن کانفرنس اور اس میں زیر غور آنے والے موضوع پر تبصرہ کریں۔

تبصرہ سے ہمارے گریز کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمیں اس امر کا

شدید احساس ہے کہ ماضی میں عیسائیت دوسرے مذاہب اور ان کے بنیادی عقائد کو جارحانہ اور منفی قسم کے حملوں کا نشانہ بناتی رہی ہے یہ حملے اسی نوعیت کے ہوتے تھے جس نوعیت کے حملے عیسائیت کے بنیادی عقائد پر احمدی (اس کانفرنس کی شکل میں) اب کر رہے ہیں جب ہم پر ایسے حملے ہوں تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم ضرورت سے زیادہ مدافعت کا مظاہرہ کریں۔"

مسیحی عالی ظرفی کے اس ثبوت سے خلیفۃ المسیح الثالث غیر متاثر نظر آتے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے دی برٹش کونسل آف چرچز کے اس بیان کو بہت دلچسپ پایا ہے اور میں اس سے محظوظ ہوا ہوں۔"

["کیتھولک ہیرلڈ" ۹ جون ۱۹۷۸ء صفحہ ۳
Catholic Herald
June 9. 1978 Page 3.]
(بحوالہ الفضل ۸ جولائی ۱۹۷۸ء)

(۵)

گی آنا۔ (جنوبی امریکہ) کے مشہور اخبار دی سٹیزن کا تفصیلی نوٹ

اخبار مذکور نے اپنی ۱۷ جون کی اشاعت میں
"Christ Tomb in kashmir"
کے چھ کالمی جلی عنوان کے تحت لکھا:۔

"مسیح کی قبر کشمیر میں؟"

سرینگر ـــ کشمیر ـــ (بحوالہ "رائٹرز" کیریبین نیوز ایجنسی المعروف بہ "کانا") سرینگر شہر کے قدیم ترین حصہ کی ایک کچی گلی کے کونہ میں چھپا ہوا ایک قدیمی مقبرہ ہے اس کے متعلق بہت سے مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس میں مسیح (علیہ السلام) کا جسدِ خاکی مدفون ہے۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح جنہیں مسلمان خدا تعالیٰ

کا ایک بزرگ رسول مانتے ہیں صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ (صلیب پر سے زندہ اتر نے کے بعد) وہ فلسطین سے ہجرت کرکے کشمیر آ گئے تھے جہاں انہوں نے اپنی بقیہ عمر گزاری اور لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کے بعد وہاں ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

اسلام کا ایک تبشیری و تبلیغی فرقہ جو "جماعت احمدیہ" کے نام سے موسوم ہے اس نظریہ کی (جو گزشتہ ساٹھ سال سے موضوع بحث بنا ہوا ہے) نشر و اشاعت کر رہا ہے۔ اس جماعت نے اس نظریہ کو زیر بحث لانے اور اسے درست ثابت کرنے کے لئے حال ہی میں لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی ہے۔

وہاں بعض نامور محققین نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس امر کے معقول اور قابل قبول واقعاتی شواہد موجود ہیں کہ مسیح نے یقیناً اپنی عمر کا ایک حصہ ہندوستان، کشمیر اور تبت میں بسر کیا۔

بعض اور محققین اس بات کے حق میں ہیں کہ سرینگر کے گنجان آباد علاقے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ کی جو "روضہ بل" کے نام سے مشہور ہے کھدائی کا کام شروع کیا جائے تاکہ اس سے جو آثار برآمد ہوں ان کا کیوریٹر میں محفوظ کفن مسیح پر مرتسم نقوش سے موازنہ کیا جا سکے۔

پتھر کا کتبہ

مقبرہ کے کتبہ کی سطح (موسمی اثرات سے) گھسنے اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے صاف ہو چکی ہے اور اس پر اگر کوئی تحریر کندہ تھی تو وہ اب مٹ چکی ہے لہٰذا اس کتبہ سے اس امر کا کوئی سراغ نہیں ملتا کہ اس مقبرہ میں کون مدفون ہے لیکن قبر پر ایک لکڑی کی تختی ہے جو فارسی تحریر کندہ ہے اس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ یہ یوز آسف نامی ایک بزرگ کی آخری آرامگاہ ہے اس علاقہ میں جو قدیمی مخطوطات اور قلمی مسودات دریافت ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے یوز آسف کی شناخت عیسیٰ یا یسوع مسیح نبی اللہ کی شخصیت کے طور پر ہوتی ہے۔

مسیح کے کشمیر میں مدفون ہونے کا نظریہ سب سے پہلے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب بعنوان "مسیح ہندوستان میں" مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں پیش کیا تھا انہوں نے تحدی کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے وہ وہاں سے بچ کر بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی تلاش میں اپنی والدہ کے ہمراہ ہندوستان

چلے آئے انہوں نے یہ دکھانے کے لئے کہ مسیحؑ ایران افغانستان
پنجاب اور کشمیر میں سے سفر کرتے ہوئے تبت تک پہنچے تھے
عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذہبی کتب، پرانی طبی اور تاریخی
کتابوں نیز قدیمی بدھ ماخذوں کے حوالے اور اقتباسات
بکثرت اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب
میں بدھمت اور مسیحیت کی تعلیم اور اسی طرح بدھ اور
مسیحؑ کے حالاتِ زندگی میں نمایاں مماثلت کی طرف بھی
توجہ دلائی ہے حالانکہ بدھ مسیحؑ سے پانچ سو سال پہلے
گذرے تھے۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد سے احمدیوں نے اس
موضوع پر بڑا لٹریچر شائع کیا ہے اور وہ اپنے اس نظریہ
کی تائید میں بعض دوسرے لوگوں کی معاونت حاصل کرنے
میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہے ہیں اس موضوع پر
تازہ ترین اور ہمہ گیر نوعیت کا تحقیقی کام جرمن فلاسفر
اندریاس فیبر قیصر نے کیا ہے جن کی کتاب بعنوان "مسیح
کی موت کشمیر میں واقع ہوئی تھی" میں اس نظریہ کی صداقت
پر بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

کشمیر میں تاریخ کے پوسٹ گریجوایٹ ڈیپارٹمنٹ
کے ایک مسلمان صدر پروفیسر محمد یاسین جماعت احمدیہ
کے شدید مخالفوں میں سے ہیں تاہم وہ اس موضوع پر
تین سال کے مطالعہ اور ریسرچ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے
ہیں کہ فی الواقعہ مسیح (علیہ السلام) یہاں (یعنی سرینگر
کے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ میں ہی مدفون ہیں۔

تحقیقات

پروفیسر یاسین ان لوگوں میں سے ہیں جو روضہ بل
کے تہ خانہ کے بارہ میں سائنسی بنیادوں پر پوری توجہ اور
انہماک سے تحقیقات کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ ان کا کہنا
یہ ہے کہ اس کا مطالعہ اور تحقیق حکومت کشمیر نیز مسلمانوں
اور عیسائیوں کے نمائندوں اور مناسب اور موزوں سائنسدانوں
کو ملکر کرنی چاہیئے تاکہ مقبرہ اور اس میں جو کچھ ہے اس کی
قدامت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔

ان کا (یعنی پروفیسر یاسین کا) یہ بھی کہنا ہے
کہ بلاشبہ مسیح (علیہ السلام) آسمان پر ہیں لیکن صرف ان
کی روح وہاں ہے جس کا جسدِ عنصری سرینگر میں ہی مدفون ہے۔
احمدیوں کے اس عقیدہ کو عیسائیت کی طرف سے
شدید حملوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے کیونکہ مسیح کے صلیب
پر مرنے کے بعد جی اٹھنے کو عیسائیت کے ایک بنیادی عقیدہ
کی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن مسلمان بھی احمدیوں کے کچھ کم مخالف نہیں
ہیں ان کی شدید مخالفت کی وجہ مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ ہے
کہ وہ مہدی موعود اور مسیح موعود ہیں۔ پاکستان میں چار سال
قبل شدید فرقہ وارانہ بلووں کے بعد اس فرقہ کو غیر اسلامی
فرقہ قرار دیدیا گیا تھا۔

ڈاکٹر یاسین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ مرزا
غلام احمد کی یہ عظیم دریافت (کہ مسیح علیہ السلام سرینگر کے
"روضہ بل" میں مدفون ہیں) مذہبی بحث مباحثہ اور مناقشت
کے نیچے دب کر رہ گئی ہے۔

"روضہ بل" کے مقبرہ پر تعمیر شدہ سبز اور سفید رنگ
کی عمارت واضح طور پر ۱۹۰۰ سال سے بہت کم عرصہ
کی معلوم ہوتی ہے۔ یہ اسلامی طرزِ تعمیر کے مطابق بنی
ہوئی ہے لکڑی کے پردوں کی باریک جالی ساخت اور
فرش کے ٹائلوں کے انداز سے بھی اسلامی طرزِ تعمیر کی عکاسی
ہوتی ہے۔

قدموں کے نشان

ڈاکٹر یاسین کہتے ہیں کہ بہر حال یہ حقیقت شک و شبہ سے بالا ہے کہ مقبرہ اپنی طرزِ تعمیر اور ساخت کے باعث بہت قدیمی اور پرانا ہے اور یہ بھی غیر معمولی طور پر وسیع اور کشادہ ۔ اس کے پہلو میں ایک بہت بڑا پتھر ہے ۔ جس پر قدموں کے دو نشان پڑے ہوئے ہیں مقبرہ کے محافظ کا کہنا ہے کہ یہ یوز آسف کے قدموں کے نشان ہیں ۔

مقبرہ کے ارد گرد بہت قدیمی زمانہ کے بنے ہوئے مکانات ہیں اور آس پاس کے علاقہ میں اور بھی مقابر اور مساجد ہیں جن کی تعمیر آج سے کئی صدیوں پہلے عمل میں آئی تھی ۔

اس مقبرہ کی دیکھ بھال بعض اور مسلمانوں کے سپرد ہے جو احمدی نہیں ہیں علاقہ کے مسلمان باشندے جب اس کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ احترام اور عقیدت کے اظہار کے طور پر اپنے ہاتھوں سے اُسے چھوتے ہیں اور احترام و عقیدت کے اس اظہار کے بعد ہی قدم آگے بڑھاتے ہیں اس کے متولّی کے پاس سرینگر کے پانچ مفتیوں کا جاری کردہ ایک فرمان ہے جو ۱۷۶۶ء میں تحریر کیا گیا تھا اس میں اس امر کی تصدیق کی گئی ہے کہ یہ خدا کے نبی یوز آسف کی ہی خانقاہ ہے ۔

کشمیر کی حکومت نے ایک دفعہ اس مقبرہ کو سیاحوں کے لئے کشش کا مرکز بنانے میں دلچسپی لینا بھی شروع کی تھی لیکن بعد میں اس منصوبہ کو ترک کر دیا گیا ۔ اور اب بہت کم سیاح اس کی زیارت کی غرض سے یہاں آتے ہیں ۔

ڈاکٹر یاسین کے بیان کے بموجب یہ دعویٰ کہ مسیح (علیہ السلام) کشمیر میں آئے تھے بہت گہری تحقیق پر مبنی ہے

ڈاکٹر یاسین اس نظریہ کے جس نے عرصۂ دراز سے ایک نزاعی موضوع کی شکل اختیار کی ہوئی ہے مؤید ہیں کہ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل افغانستان سے کشمیر تک کے علاقہ میں آکر آباد ہو گئے تھے ان کا کہنا ہے کہ اس علاقہ کے بہت سے لوگوں کے خدّ و خال یہودیوں کے خدّ و خال سے بہت مشابہت رکھتے ہیں اور کشمیر بھر میں ایسی قبریں عام پائی جاتی ہیں جو اپنی وضع قطع کے لحاظ سے یہودیوں کی قبریں معلوم ہوتی ہیں ۔ وہ اس نظریہ کی بھی تائید کرتے ہیں کہ موسیٰ (علیہ السلام) بھی کشمیر میں ہی مدفون ہیں اور یہ کہ مسیح (علیہ السلام) کی والدہ (حضرت) مریم کی قبر پاکستان کے قریبی پہاڑی مقام مری میں واقع ہے پہلے یہ جگہ ماری کے نام سے موسوم تھی ۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ان قبروں کی تصاویر بھی شائع کی ہیں ۔

ارضِ موعود

ڈاکٹر یاسین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جگہوں اور مقامات کے ناموں نیز جغرافیائی ہیئت اور مناظر کے موازنہ سے اس امر کی قوی شہادت ملتی ہے کہ عہد نامۂ قدیم میں جس ارضِ موعود کا ذکر کیا گیا تھا اس سے مراد فلسطین نہیں بلکہ کشمیر کی سرزمین تھی انہوں نے بائیبل میں مذکور مقام Bethpeor (بیت فغور) کا کشمیر کے شہر بندی پور جو پہلے بہیت پور کہلاتا تھا سے موازنہ کر کے مؤخر الذکر کو اوّل الذکر سے ماخوذ قرار دیا ہے اسی طرح انکے نزدیک بائیبل کا Mount Nebo (نبو پہاڑی) اور بال نیبو یا نابو ہل (جہاں سے وادی کشمیر کا نہایت دلکش نظارہ کیا جاتا ہے) ناموں کے صوتی تاثر کی وجہ سے

ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

جرمن فلاسفر فیبر قیصر اور احمدی مصنفین جو کشمیر سے مسیح کے تعلق کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ خود اناجیل اور اس زمانہ کے دوسرے مخطوطات میں ایسی واضح شہادتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ صلیب پر صرف تین سے چھ گھنٹے تک رہے جبکہ صلیب پر بالعموم موت تین دن بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ میں واقع ہوتی تھی۔ پھر صلیب پر سے اتارنے کے بعد انہیں دفنایا نہیں گیا بلکہ انہیں ایک کشادہ اور ہوا دار غار نما قبر میں رکھا گیا تھا جہاں طبیبوں نے ان کے زخموں کا علاج کیا۔

سفرِ ہجرت

اپنے حواریوں کے ساتھ کئی خفیہ ملاقاتوں کے بعد مسیح (علیہ السلام) اپنی والدہ (حضرت) مریم اور حواری تھوما کو ہمراہ لیکر مشرق کی طرف اس راستہ پر روانہ ہو گئے جو اس زمانہ میں پہلے سے بہت معروف اور جانا پہچانا راستہ تھا۔ حواری تھوما تو جنوبی ہندوستان چلے گئے جہاں انہوں نے انجیل کی منادی کی اور وہیں فوت ہوئے مسیح اور مریم نے شمالی ہندوستان کی طرف اپنا سفر جاری رکھا۔

فیبر قیصر کہتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ مسیح ۱۳ سے ۲۹ سال کی عمر کے درمیانی عرصہ میں بھی کشمیر اور تبت میں آئے ہوں اور یہ عرصہ انہوں نے یہیں گزارا ہو کیونکہ بائیبل میں اس حصۂ عمر کی تفصیلات مندرج نہیں ہیں۔ انہوں نے عیسٰی، عیشی، یوز تسا، یوس، یوسا، یوشو، یوز اور یوزا وغیرہ ناموں کو یسوع مسیح ہی کی مختلف شکلوں سے تعبیر کیا ہے۔ کشمیر کی بہت سی بستیوں اور علاقوں کے نام موسیٰ (علیہ السلام) کے نام پر رکھے گئے ہیں مزید برآں سرینگر میں وہاں کا بلند ترین مقام تختِ سلیمان کے نام سے موسوم ہے۔

ہندوستان کے سابق وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے جو خود کشمیری تھے اپنی کتاب "Glimpses of World History" (تاریخ عالم کی جھلکیاں) میں لکھا ہے:-

> "پورے وسطی ایشیاء کشمیر، لداخ اور تبت میں بلکہ اس سے بھی پرے کے شمالی علاقوں میں آج بھی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یسوع یا عیسٰی سفر کرتے ہوئے ان علاقوں میں آئے تھے.... ان کے ان علاقوں میں آنے کو بعید از قیاس یا غیر اغلب قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

"روضہ بل" کے مقبرہ کی کتاب زائرین میں ایک سیاح کا بہت عجیب ریمارک درج ہے اسے مسیح کی کشمیر میں آمد کے نظریہ سے متعلق اہلِ مغرب کے شکوک و شبہات کا نچوڑ قرار دیا جا سکتا ہے وہ ریمارک یہ ہے:-

"بہت دلچسپ لیکن میرے نزدیک مشکوک"۔

"دی سٹیزن" جارج ٹاؤن — گی آنا (جنوبی امریکہ) بابت ۷ جون ۱۹۷۸ء
The Citizen George Town, Guyana
June 7, 1978.

(بحوالہ الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۷۸ء)

بشیر انجنیئرنگ انڈسٹریز لمیٹڈ
ایسوسی ایٹس آف
میسرز بشیر اینڈ کمپنی
ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز
(گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف، ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے شعبہ جات)
لوہے کے جستی تار، نیز کاسٹ آئرن کے گھریلو استعمال
کے سیوریج پائپ اور لوہے کی ہر قسم کی چادروں کیلئے
ہمیں خدمت کا موقع دیں
ہیڈ آفس - حمید منزل ۸۹ انار کلی لاہور
فون ۵۲۷۸۳ و ۲۱۳۳۲۲
شاخیں:-
(۱) لوہا مارکیٹ لاہور (فون نمبر ۵۶۰۲۳)
(۲) کے - ایم - سی ۷۷ - گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی (فون نمبر ۷۸۵۶۴)
فیکٹری:- ۲۲ - کلومیٹر لاہور شیخوپورہ روڈ، لاہور

Monthly KHALID Rabwah
Editor : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD
JULY - AUGUST 1978
Regd. No. L5830

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا